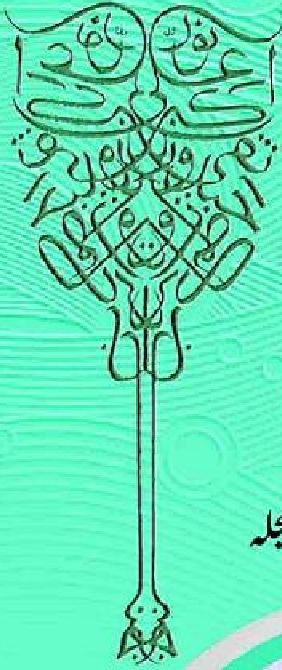
ISSN 2347-7938



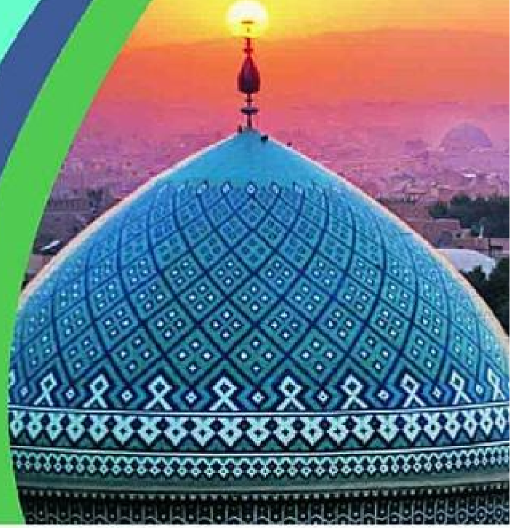
ششماہی تصفیہ

خانقاہ کاظمیہ قلندریہ تکیہ شریف سے شائع ہونے والا اسلامی وعرفانی مجلہ

جلد: 03
شمارہ: 01

مدیر اعلیٰ:
ذوالنورین حیدر علوی



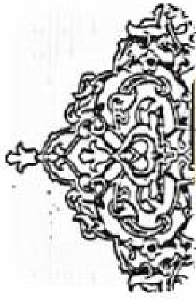


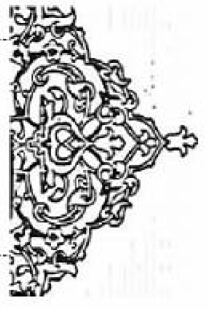
ناشر: کتب خانہ انوریہ (موقوفہ) خانقاہ کاظمیہ قلندریہ تکیہ شریف کاکوری۔ لکھنؤ

الفہرست

تصفیہ تہذیبِ فکر آدمیت کا امیں   تصفیہ تطہیر جذباتِ محبت کا ہے باب

(سید سراج الدین اجملی)



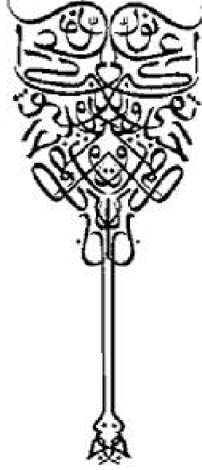



جنوری تا جون ۲۰۱۶ء

جلد-۳/ شمارہ-۱   (شش ماہی)

خانقاہِ کاظمیہ قلندریہ، تکیہ شریف کاکوری سے

شائع ہونے والا اسلامی و عرفانی مجلہ



زیر سر پرستی: حضرت مولانا شاہ عین الحیدر قلندر مد ظلہ العالی

(صاحبِ سجادہ خانقاہ کاظمیہ قلندریہ، تکیہ شریف کاکوری لکھنو)

مدیر اعلی: ذوالنورین حیدر علوی

معاون مدیران: شاہ زین الحیدر علوی / حسن نواز شاہ



ناشر: کتب خانۂ انوریہ (موقوفہ)

خانقاہِ کاظمیہ قلندریہ، تکیہ شریف کاکوری لکھنو

مشخصات

نام مجلہ: تصفیہ

مدیر اعلیٰ: ذوالنورین حیدر علوی

معاون مدیران: زین الحیدر علوی و حسن نواز شاہ

جلد: ۳

شمارہ: ۱ (جنوری تا جون ۲۰۱۶ء)

سال اشاعت: ۲۰۱۶ء مطابق ۱۴۳۸ھ

صفحات: ۲۶۴

کیفیت: شش ماہی

نشان امتیاز: آئی۔ایس۔ایس۔این ۷ ۲۳۴-۸ ۷۹۳ (پرنٹ)

پروف ریڈنگ: سید مظہر علی عباس

کمپوزنگ و سٹنگ: عبدالرحیم ندوی / ذوالنورین حیدر علوی

فونٹس: Jameel Noori Nastaleeq/ Sakkal Majalla/ B Lotus/ B Jadid/ AA Sameer Tasmeem Bold/ Aleem Urdu Unicode/ Tahoma/ Cambria (Headings/ Awad Unicode/ Al Qalam (Quran/AGA Battouta लजसपदम/ AL-Mateen/Kruti Dev 010/

سائز: 4.5×7.5

سرورق: حامد خوش نویس

مطبع: نعمانی پریس، لکھنؤ

صوتی رابطہ: +919307025800/ +918400001431

برقی پتہ: Zunnoorain786@gmail.com

ناشر: کتب خانۂ انوریہ (موقوفہ) خانقاہِ کاظمیہ قلندریہ، تکیہ شریف کاکوری، لکھنؤ

اہل قلم کی نگارشات سے اتفاق لازمی نہیں!

تاریخ منظوم

شارب کوثر علوی

ہر نظر میں آفتاب علم و حکمت تصفیہ
اللہ اللہ باریابِ علم و حکمت تصفیہ

کیوں نہ پائے ہر نظر میں پھر بلندی کا نشاں
جب ہوا ہے ہم رکاب علم و حکمت تصفیہ

علم تیرے شہر میں پھر کس طرح داخل نہ ہو
جب نظر آتا ہو باب علم و حکمت تصفیہ

پھر نہ چومیں کس طرح اُس کو نگاہوں سے بھلا
سر سے پا تک ہے شباب علم و حکمت تصفیہ

مرحبا اے سعدِ من نو رِ نظر صد مرحبا
ہوگیا ہے بے حجابِ علم وحکمت تصفیہ

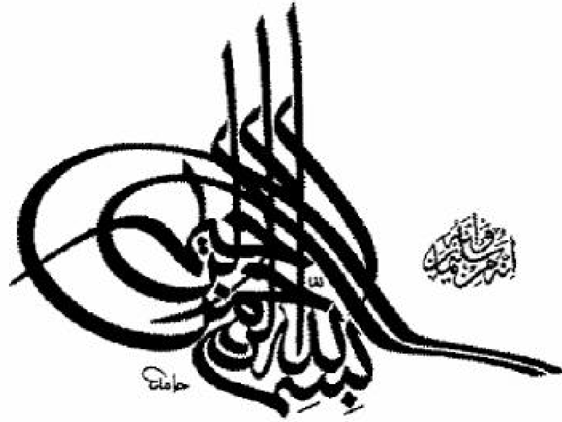
ہاتف غیبی نے دی فوراً ندا یہ کان میں
مہکا مہکا ہے گلاب علم و حکمت تصفیہ

عیسوی تاریخ شارب نے لکھی کچھ اس طرح
دُر معلّٰی ماہتابِ علم و حکمت تصفیہ

۲۰۱۶ء

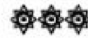
تصفیہ
جلد-۳/ شمارہ ۱-۱۰
جنوری تا جون ۲۰۱۶

An International Multi lingual Peer Reviewed Refereed Research Journal on Islamic Studies & Sufism
ISSN 2347-7938





دِل اگر صاف ہو تو چمکے نور
دے تراب اپنے آئینے کو جلا



تراب چاہئے تکمیلِ آدمی کا علم	ہوا فقیر کو گر علمِ کیمیا تو کیا

(حضرت غوث ملت شاہ تراب علی قلندرؒ)



تصفیہ
جلد - ۳ / شمارہ ۱ - ۱
جنوری تا جون ۲۰۱۶

An International Multi lingual Peer Reviewed Refereed Research Journal on Islamic Studies & Sufism

ISSN 2347-7938

Tasfiah ISSN 2347-7938 is **An International Multi lingual Peer Reviewed Refereed Research Journal on Islamic Studies & Sufism**.published by Kutubkhana-e-Anwariya Takiya Shareef Kazmiya Kakori, Lucknow-226101 India. Under the patronage of Shah Ainul Haider Qalander Sajjada Nasheen, Khanqah-e-Kazimya, Qalandriya,Takiya Shareef ,Kakori, Lucknow, India.

E-mail: editor@tasfiah.com/zunnoorain786@gmail.com

Phone Number: +91-9307025800

Vol: No 3.Isse No: 1.jan-june2016

Published By: Kutubkhana-e- Anwariya Takiya Shareef Kazmiya Kakori, Lucknow-226101 India.

Printed by:

Date of publishing:20/08/2016

Disclaimer

Views expressed in articles/research papers /manuscripts are personal opinion of the author/ contributor and are in no sense official, neither the journal TASFIAH ISSN 2347-7938 nor any member of the journal is responsible. In case any Research paper/Article is found previously published anywhere else, the author/ contributor will be entirely responsible. There would be no responsibility of any member of the journal.

سالانہ سبس کرپشن

Annual Subscription Rates

Individual/انفرادی	USD-150/INR1200/ ۱۲۰۰روپئے
Library/لائبریری	USD-200/INR1600/ ۱۶۰۰روپئے

(Incase of other runcies equivalent to USD)

(Subscription charges are inclusive of shipping/ postage charges)

تصفیہ جرنل سبس کرائب کرنے کے لئے، اپنے نام اور پورے پتے کے ساتھ سبس کرپشن کی رقم بھیجیں۔

چیک یاڈرافٹ مینیجر کتب خانۂ انوریہ (شاہ عین الحیدر قلندر) کے نام ارسال کریں۔ (Payble at Lucknow)

رقم موصول کرنے کا پتہ: شاہ عین الحیدر قلندر (ضیاء میاں)، سجادہ نشین خانقاہ کاظمیہ، تکیہ شریف کاکوری لکھنؤ، اترپردیش، انڈیا ۔پن کوڈ:۲۲۶۱۰۱۔ صوتی رابطہ:+919936625786

To subscribe the journal Tasfiah please send the subscription amount with your full postel address.

Subscription Amount should be paide by Cheque / draft drawn in favour of Maneger of Kutubkhanae Anwariya (Shah Ainul Haider qalander) payble at Lucknow.

Address of payment: Shah Ainul Haider Qalander sajjada nasheen Khanqahe Kazimya, Takiya Shareef, Kakori, Lucknow, India. Pincode: 226101. Mob: +919936625786 For advertisement please Contact: +919307025800

جملہ آمدنی تصفیہ کتب خانۂ انوریہ (موقوفہ) خانقاہ کاظمیہ کی نشو و نما یا اُس سے متعلقہ امور (جیسے کتب کی اشاعت و خرید یا دیگر لازمی امور) کے لئے وقف ہے، اِس کے جملہ مصارف ہمیشہ ہمیشہ صاحب سجادہ و متولی خانقاہِ کاظمیہ کاکوری کے اختیار و صوابدید پر مُنحصر رہینگے۔ مدیر اعلیٰ

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۶

ISSN 2347-7938

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۲



ضوابط:

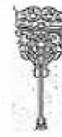
مضمون نگار کے لئے لازمی ہے کہ اپنا مقالہ این پیج ۳ یا مائکروسافٹ ورڈ ۱۰/ ۱۲ میں کمپوز شدہ ہی ارسال کریں۔ کسی ادارے سے شائع شدہ مضامین بغیر کاپی رائٹ فارم قابل قبول نہ ہونگے۔ معیاری و تحقیقی مضامین اپنے صوتی و برقی رابطے کے ساتھ ہی بھیجیں۔ ترجمہ شدہ مضامین اصل متن کے ساتھ ہی قبول کئے جائینگے۔ مضامین کے ساتھ چکیدہ / Abstract ارسال کرنا لازمی ہے۔ ایسا مواد جس پر حکومت کی جانب سے کوئی پابندی یا تنازعہ ہو قابل اشاعت نہ ہوگا، نادانستگی میں اشاعت ہوجانے پر تمام تر ذمہ داری مقالہ نویس کی ہوگی۔ مقالہ جات بذریعہ ای میل ہی موصول کریں۔ کسی بھی مواد میں حسب ضرورت حذف و اضافہ کا پوراپورا حق مجلس ادارت کو حاصل ہے۔ مقالہ نگار اپنا مضمون خود بھی ریویو کرا کر ارسال کر سکتاہے، ایسی صورت میں ریفری کی رپورٹ مقالہ کے ساتھ بھیجنا ضروری ہوگی۔ یونی ورسٹی، کالج یا مدرسے کے اساتذہ کے ریویو مقالات کو مجلس ادارت حسبِ ضرورت دوبارہ ریویو کرا سکتی ہے۔ (مدیر اعلیٰ)

تصفیہ
جلد-۱/ شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۲

فہرست مضامین

تصفیہ جلد-۳ / شمارہ ۱-۲ جولائی تا جون ۲۰۱۱-۲۰۱۲

تصفیہ
جلد-۳/ شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۶

An International Multi lingual Peer Reviewed Refereed Research Journal on Islamic Studies & Sufism
ISSN 2347-7938

تصفیہ
جلد-۳/ شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۶

اداریہ

تراب اُس کونہ باہر آپ سے دیکھ   نہ آئے جو ترے وہم و گماں میں

(حضرت شاہ تراب علی قلندرؒ)

[۱]

الحمدللہ! تصفیہ کا تازہ شمارہ جنوری تا جون ۲۰۱۶ء قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ اِس کی اشاعت میں تاخیر "دیر آید درست آید" مقولہ کے مصداق باین وجہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ شمارہ میں مشمولہ چند اہم تحریروں میں بالخصوص "اصداف الدرر" اور "مناقب القلندریہ" کہ جن کے متون کو سب پر تقدم حاصل ہے کی تدوینِ اول کی اشاعت چونکہ اِس شمارہ کے اعزاز و ارزش میں اضافہ کا سبب بنا مقسوم ہو چکی تھی نیز مشائخ قلندریہ کے مقام و فیضان کا چرچا مختلف صورتوں میں ہونا لکھا جا چکا تھا اور اِن سب سعادتوں و نعمتوں کے حصول کے واسطے سجدۂ شکرانہ میں طول وقت لازمی تھا لہٰذا قارئین سے گذارش ہے کہ وہ اِس جدید اور پر مغز اطلاعات کے جامع کا بغور مطالعہ کریں اور اپنے اختلافی و اتفاقی نظریات سے بہر اور فرمائیں نیز اِس تاخیر کو ثمرات القدس کی دست آوری کا سبب گردانیں۔ یہاں حوالتاً یہ عرض ضروری ہے کہ مذکورہ دونوں رسائل "سلسلۂ قلندریہ" کے موجودہ بیحد نایاب وہ بُنیادی مآخذ ہیں کہ جن میں موجود ملفوظات و ارشادات سرخیل عارفان قلندریہ قدر و منزلت کے نہ صرف حامل ہیں بلکہ کاملین سے توصل کا واحد ذریعہ بھی ہیں۔ اسی لئے اِن کی تحفیظ کے واسطے اشاعت کا راستہ اختیار کیا گیا ورنہ عین ممکن تھا کہ سالہا سال عرصۂ خمول و گمنامی میں دست بردِ زمانہ کی ہوائے مخالف اِن کے اوراق حیات کو دیگر قیمتی شہ پاروں کی طرح اپنا شکار بنا لیتی۔ خیر صد شکر خدا کہ "حق بہ حق دار رسید" کی منزل پر اُس ذات نے انھیں پہنچا دیا۔

اِن رسائل کی دریافت کا واقعہ یوں ہے کہ بفیض پیران سلسلہ کوئی ڈیڑھ سال پیشتر سلسلۂ قلندریہ کے مآخذ خصوصاً "رسالۂ غوثیہ" کی دریافت کی خاطر یہ خاکسار اخوی صاحب (بھائی میاں) کی ہمراہی میں لہرپور، ضلع سیتاپور میں موجود خانقاہ حضرت شاہ مجا قلندرؒ کے کتاب خانہ کا معائنہ کرنے گیا۔ وہاں موجود کتب خانہ میں مراد المریدین کا کامل نسخہ اور یہ دونوں رسالے دبے ہوئے مل گئے۔ کتب خانہ کی بہت سی کتب چونکہ ضائع ہو چکی تھیں اور کئی عن قریب ضائع ہو جانے کی کیفیت میں تھیں۔ لہٰذا آستانہ کے موجودہ صاحب سجادہ مکرمی شاہ غیاث احمد قلندر مدظلہ العالی سے خاکسار نے گزارش کی تو انھوں نے از راہ شفقت و اعتماد یہ دونوں رسائل و نسخۂ مراد المریدین بغرض اشاعت مرحمت فرما دیئے، جو کہ امانتاً خانقاہ کاظمیہ میں محفوظ ہیں۔ اللہ اُن کی عمر و اقبال میں بہر گونہ ترقی عطا فرمائے اور اُن کی اِس نوازش کا اجر کثیر دے۔ وہاں سے واپسی پہ جب یہ خبر خاکسار نے حضرت والد ماجد مدظلہ العالی کو دی تو انھوں بے حد خوش ہو کر فرمایا کہ اسے تصفیہ میں شائع کرو۔ اُن کے بعد اپنے بہت عزیز دِل مونس حسن نواز شاہ کو یہ مژدۂ جاں فزا سنایا تو وہ باغ باغ ہو گئے اور بولے: "بابا ہم نہ کہت رہے کہ شاہ تراب تمہار ساتھ ہیں سب کچھ عطا کرھیں"۔ اُس کے بعد یہ مشورہ دیا کہ عربی رسالہ "مناقب القلندریہ" کی کسی عربی

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۶

زبان کے بڑے عالم سے تصحیح کرائی جائے (کیوں کہ راقم نے انھیں کیفیت نسخہ بتائی تھی کہ نہایت کرم خوردہ و جگہ جگہ سے ناخواندہ ہو چکا ہے) اور فارسی رسالہ "اصداف الدرر" بابا" زین بھائی" سے کہئیے کہ مل کر تدوین و تصحیح کر ڈالیں۔ خیر کچھ مدت تک تو اکیلے نسخے کی تصحیح قیاسی سے متن کمزور ہونے کے ڈر میں معاملہ التوا میں رہا پھر اسی نسخے کی ایک نقل بھائی میاں کو مطبوعہ کتب خانہ کی ایک کتاب میں مجلد مل گئی جو کہ نہایت واضح مولوی محمد عاصم صاحب مغفور کاکوروی کے ہاتھ کی بحکم شاہ تقی حیدر قلندرؒ لکھی ہوئی تھی۔ لہٰذا اِن دونوں پہ کام شروع ہو گیا جو کہ مختصر ہونے کے باوجود خاصا محنت طلب رہا۔ عربی رسالہ کی تصحیح جناب محترم حق النبی صاحب ازہری نے رسالہ دیکھنے کے بعد اِس شرط پہ قبول کی کہ اِس کے بعض مندرجات سے میں متفق نہیں ہوں لہٰذا اسے بغیر تنقیدی مطالعہ کے اپنا نام نہیں دے سکتا۔ لہٰذا انھوں نے اِس پہ خاصا کلام کیا اور متن کو تصحیح و مقدمہ کے ساتھ حسن بھائی (حسن نواز شاہ) کی مراجعت میں مدون کیا۔ اُن کی اِس محنت و خدمت کے لئے اللہ انھیں اجر دے۔ آمین محترم حق النبی صاحب کی بحث کا تنقیدی جائزہ ان شاء اللہ اِس رسالے کے اردو ترجمے، مقدمے و تعلیقات کے ساتھ جلد ہی طبع کیا جائیگا۔ محترم موصوف نے متقدمین کے حقائق و معارف کا اگر مطالعہ کیا ہو گا تو ایسے موارد کو یقیناً صرف نظر کر دیا ہو گا جن سے فقہا و محدثین کی آرا میل نہیں کھاتیں ہوں وگرنہ کیا بات ہے؟ کہ کوئی متقدمین صوفیا کی بات کرے اور حضرت شیخ اکبر، حضرت عبد الکریم جیلی، مصنف بحر المعانی، حضرت غوث الاعظمؒ، مولانا جلال الدین رومی اور شمس تبریزیؒ جیسے بہت سے دیگر شیوخ کے کلام میں ایسی آرا کو صاف نظر انداز کر دے، یا کچھ کہنا مناسب نہ جانے کیوں کہ صوفیا کی آرا و تفہیمات اور حقائق و معارف کو محدثین و فقہا کے نظریات یا اُن کے بنائے گئے قاعدوں پر پرکھنا انصاف کے مترادف نہیں۔ جیسے مولانا رومی کا یہ شعر۔

ما ز قرآن مغز را برداشتیم　　پوست را بہر سگان بگذاشتیم

[۲]

موجودہ شمارہ، گذشتہ کے مقابلے ضخامت، معیار، نوعیت، حسن اور ارزش محتویات کے لحاظ سے اساتید و علم دوست شخصیات کے فکری تقاضوں کو مدنظر رکھ کر تیار کیا گیا ہے اور گذشتہ کی طرح اس بار بھی اس میں کئی نئے کالم کا اضافہ ہوا ہے نیز چند کے عنوان معنویت کے لحاظ سے تبدیل کر دئے گئے ہیں۔ اضافہ شدہ کالم "مست الست" و "کشکول" ہیں کہ جن میں اول الذکر روحانی و دینی شخصیات اور اُن کی علمی و اصلاحی خدمات کے جائزے کے لئے منتخب کیا گیا ہے اور ثانی الذکر کو اسلامی و عرفانی کتب کے مخطوطات و مطبوعات کے تعارف و تجزیہ کے واسطے مختص کر دیا گیا ہے۔ اِس کے علاوہ گذشتہ اشاعت میں "خم خانہ" کو سب سے آخر میں ہند و بیرون ہند کی خانقاہوں یا کتاب خانوں کی علمی روحانی خدمات کو متعارف کرانے لئے مخصوص کیا گیا تھا، اِس بار کی اشاعت میں "خم خانہ" کی جگہ تبدیل کر کے پانچویں کالم کی مقرر کر دی گئی ہے، جس کا اہم مقصد جملہ سلاسل طریقت (ان میں خانقاہیں بھی شامل ہیں)، دینی مراکز یا کتب خانوں کی علمی، روحانی اور تبلیغی روایات کا جائزہ و تعارف پیش کرنا ہے۔ اسی طرح "وجدان" کو چوتھے مقام سے ساتویں مقام پر ملفوظاتی و مکتوباتی ادب پر پیش کئے جانے والے نئے و پرانے مطالعات جس سے اُن کی قدر و قیمت کا پتا چلتا ہے نیز نئے و پرانے مکتوبات کی جمع و تدوین و تحفیظ کی غرض سے مقرر کر دیا گیا ہے۔ اِس تبدیلیوں کے علاوہ سالانہ دونوں شماروں کی کیفیت بھی ایک عمومی اور ایک خصوصی کر دی گئی ہے، تاکہ سال کے دونوں شمارے اپنی علم و ادب اور طرز و روش کے واسطے اہمیت کے حامل قرار پائیں اور قارئین کے ذوق نظر اور خاص توجہ کا مورد بن سکیں۔

[۳]

موجودہ شمارہ میں تصفیہ کی روایت کے پیش نظر گہر ہائے نایاب بھی نئی صورت میں پیش کئے گئے ہیں جس میں "کبریت احمر" مصنفہ ڈپٹی وہاج الدین قلندر خلیفہ و فیض یافتہ حافظ شاہ علی انور قلندرؒ، "تحفہ نظامیہ" مصنفہ ملا نظام الدین قاری شیخ بھیکہ معہ ترجمہ شاہ تقی حیدر قلندرؒ کو قارئین کے

شوق مطالعہ کی نذر کیا گیا ہے، اسی طرح وابستگان خانقاہ کاظمیہ کی معلومات میں اضافے کی خاطر خانقاہ کی تعمیرات اور تمام آثار سے متعلق نہایت اہم قدیمی مرقع کو بھی اِس اشاعت کی زینت بنایا گیا ہے۔ اسی طرح چند دیگر تقاضوں کو پورا کرنے کا کام جناب معین احمد علوی صاحب کا " جھنجھری روضہ " کی عمارت سے متعلق غیر مطبوعہ مضمون انجام دیتا ہے، جس میں اپنی قدیمی تاریخ اور اپنے قدیمی اقدار صاف طور پر نُمایاں ہیں۔ الغرض یہ شمارہ کاکوری اور وابستگان کاکوری کے لئے خاصی اہم اطلاعات فراہم کرتا ہے نیز قصبے کے تمام قدیمی نشانات کو باقی رکھنے کا احساس بھی پیدا کراتا ہے۔ اِس کے علاوہ تراب شناسی و خم خانہ کے مضامین مزید نئے گوشوں اور راہوں پر کام کرنے کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ کئی تنقیدی مضامین بھی اِس بار مشمولات میں دیکھے جا سکتے ہیں جو کہ عرفان و تصوف کی علمی مضبوتی کے بھی غماز ہیں، نیز تصوف کے حوالے سے کام کرنے والوں کو نئے گوشے اور نئی روش پر کام کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ پروفیسر عبد العزیز ساحر، ڈاکٹر انجم طاہرہ، عاطف کاظمی، فاطمہ فیاض اور زبیر احمد گلزاری کے مقالات تنقیدی و تحقیقی حوالے سے بڑی اہم معلومات فراہم کرتے ہیں۔ تصوف کی دور حاضر میں ضرورت و اہمیت اور بزرگوں کی تربیتی نظام کے مثبت نتائج کو ثابت کرتے ہوئے پروفیسر علیم اشرف خان اور ڈاکٹر علی اکبر شاہ جعفری نے بہت اچھے اور نفع بخش امور مطرح کئے ہیں اِن کے مقالات دور حاضر کا بہترین تجزیہ پیش کرتے ہیں۔ صوفیاء کے احوال و آثار کے حوالے سے بھی کئی بیحد جامع اور اہم اطلاعت کے حامل مقالات اِس اشاعت میں شامل ہوئے ہیں جن میں پروفیسر سید سراج الدین اجملی ، ڈاکٹر فردوس جہاں، پروفیسر رضوان اللہ آروی، چودھری ضیا الحق، ڈاکٹر محمد مظفر الحسن اور ڈاکٹر افتخار شفیع کے مقالات قابل صد تحسین ہیں۔ تفسیر پر دو عدد مقالے تصفیہ میں آیندہ اسلامیات کے حوالے سے مخصوص گوشہ / کالم قائم کرنے کی بھی راہ دکھاتے ہیں۔ ہندی زبان میں خاص احباب جناب بلرام شکلا، ڈاکٹر عبد الرحیم اور سمن مشرا (ریختہ) کی جانب سے تین مضامین پیش قارئین ہیں، جن میں دو عدد شری کرشن کے علامتی وجود کو صوفیا کے نگارخانے جلوہ گر ہونے کی حقیقت سے کلام کرتے ہیں اور ایک مضمون حقائق ہندی کی اہمیت پر دال ہے۔ حسیب احمد محبوبی، ڈاکٹر مہدی حسن، محمد شمس الدین ، ارسلان احمد، ارمان احمد، اور عبد اللہ بن صالح کی نگارشات اور قصبہ کاکوری کے نوجوان اسکالر نوید یاسر وغیرہ وغیرہ کے قابل قدر مقالات سے اِس شمارہ کو مزین کیا گیا ہے۔ امید ہے یہ حقیر کوشش خاطر احباب و جملہ قارئین کو پسند آئیگی اور اِس میں در آنے والی فروگذاشتوں کو ناچیز کی بے سوادی کی خاطر صرف نظر کیا جایگا۔

تراب جس میں ہو کچھ بھی قلندری کا مذاق　　　اُسی سے اب تو یہ گفت و شنید ہے اپنا

خاک پائے درویشان

ذوالنورین حیدر علوی

An International Multi lingual Peer Reviewed Refereed Research Journal on Islamic Studies & Sufism

ISSN 2347-7938

مست الست

(روحانی و دینی شخصیات اور اُن کی علمی و اصلاحی خدمات کا ناشر)

An International Multi lingual Peer Reviewed Refereed Research Journal on Islamic Studies & Sufism

ISSN 2347-7938

حضرت سید نوران شاہ کاظمی مجددی، معروف بہ حاجی بابا
(حیات وخدمات)

سید ارسلان احمد ارسل*

وادئ کشمیر اپنے بے مثال حسن اور دلکشا مناظر کی وجہ سے ہمیشہ فطرت سے محبت کرنے والوں کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ شاداب چوٹیوں اور بہتے جھرنوں کی اس حسین وادی کو کئی علماء وصوفیاء نے صدیوں پہلے تبلیغ دین کا مرکز بنایا۔ نگارستانِ کشمیر کے مصنف، قاضی ظہور الحسن کے مطابق کشمیر میں اسلام کے اولین قدم لگ بھگ نویں صدی عیسوی بمطابق تیسری، چوتھی صدی ہجری میں براستہ چین وتبت پڑ چکے تھے (۱)، قرائن کے مطابق ایسا ہونا نا ممکن نہیں (۲) لیکن کشمیر میں مسلمان خاندانوں کی موجودگی کی پہلی نقلی شہادت گیارہویں صدی عیسوی بمطابق پانچویں، چھٹی صدی ہجری کی ملتی ہے جس کا ذکر بارہویں صدی عیسوی کے ہندو مورخ کلہانہ کی تاریخ راج ترنگنی میں کئی مقامات پر ملتا ہے۔ (۳) البتہ کشمیر کے پہلے صوفی بزرگ جن کی تبلیغ سے لوگوں کی کثیر تعداد اسلام کی طرف راغب ہوئی اور کشمیریوں میں ذوقِ اسلام پروان چڑھا صاحب تاریخِ اعظمی کے مطابق، حضرت شرف الدین بلبل شاہ کشمیری (م:۷۲۷ھ) ہیں جو ترکستان سے مع ایک ہزار عقید تمندوں کے کشمیر میں وارد ہوئے۔ ان کے ہاتھ پر اس وقت کے ہندو راجہ رنچن دیو ہی نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ ایک کثیر تعداد حلقہ اسلام میں شامل ہوئی۔ (۴)

دوسرے بڑے صوفی بزرگ جن کی تبلیغی و تعلیمی مساعی کا، اس خطے کے اسلامی تشخص کی تشکیل میں گرانقدر حصہ رہا ہے، حضرت شاہِ ہمدان سید امیر کبیر علی ہمدانی (۷۱۴ھ۔۷۸۶ھ) کی شخصیت ہے۔ جو کئی بار صرف اسی مقصد کیلئے کشمیر تشریف لائے اور سینکڑوں علماء کو یہاں بسانے کے ساتھ ساتھ سرینگر میں اپنی خانقاہ بھی قائم کی۔ (۵) خانقاہ معلی کے نام سے قائم کردہ علم و عرفان کا یہ ادارہ سرینگر کشمیر میں آج بھی مخلوق خدا کے لئے مشعلِ ہدایت ہے۔

* ایم فل اسکالر، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد۔

ISSN 2347-7938

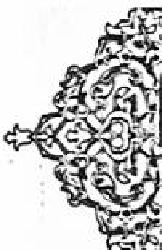
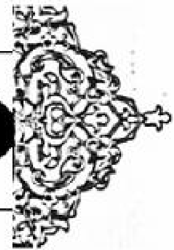



آپ کے ورود کے بعد اس خطے میں اسلام نہ صرف بہت تیزی سے پھیلنا شروع ہوا بلکہ یہاں اولیاء و علماء کی آمد میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ بعد ازاں کشمیر میں متعدد صوفی سلاسل بشمول سلسلہ نقشبندیہ کی خانقاہیں بھی معرضِ وجود میں آئیں جنھوں نے فیضِ مجدد کو اس جنت نظیر وادی میں عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اسی سلسلۂ مشائخ میں ایک نام خواجہ نظام الدین کیانوی (م:۲۶ ذی الحج ۱۳۱۳ھ / ۸ جون ۱۸۹۶ء، کیاں شریف، وادئ نیلم) کا بھی ہے جو دو واسطوں سے نقشبندیہ مجددیہ کے نامور بزرگ خواجہ نور محمد چوراہی (۱۱۷۹ھ۔ ۱۲ شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۷۸۳ء۔ ۱۷ نومبر ۱۸۶۹ء) سے متصل ہیں۔(۶) خواجہ نظام الدین کی قائم کردہ خانقاہ کیّاں شریف کہلاتی ہے یہ وادئ نیلم آزاد کشمیر کی معروف خانقاہ ہے جس کا فیض موہڑہ شریف، گھمکول شریف، نیریاں شریف، لار شریف، پناگ شریف، باٹولی شریف کے علاوہ برصغیر کے کئی علاقوں میں آج بھی جاری ہے۔

حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ نقشبندی مجددی (۱۲۸۶ھ۔ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ / ۱۸۶۹ء۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۶ء) سلسلہ نقشبندیہ کی اسی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔(۷) آپ خواجہ نظام الدین کیانویؒ کے خلیفہ حضرت عبید اللہ لاروی (۱۲۸۰ھ۔ ۱۳ شعبان ۱۳۴۵ھ / ۱۸۶۳ء۔ ۱۶ فروری ۱۹۲۷ء، بابا نگری وانگت، ضلع گاندربل، جموں و کشمیر) کے خلیفۂ اعظم ہیں۔(۸) حاجی بابا نوران شاہ نے اپنے مشائخ طریقت کی پیروی میں تبلیغ دین اور اصلاح معاشرہ میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ اس مضمون میں آپ کی حیات و خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

خاندانی پس منظر:

حاجی بابا سید نوران شاہ مجددی کا شجرہ نسب ۲۹ واسطوں سے حضرت امام موسیٰ کاظم کے فرزند امیر اسحاق الموفق (م: ۲۴۰ھ، مدینہ منورہ) سے جا ملتا ہے۔(۹) ساداتِ کاظمیہ کی اس شاخ میں سے حضرت ابو القاسم حسین المشہدی پہلے شخص تھے جو پانچویں صدی ہجری میں مشہد مقدس سے واردِ سندھ ہوئے۔(۱۰) سید ابو القاسم حسین المشہدی کی اولاد میں سے سید شاہ عبد الکریم (م:۹۲۴ھ) تبلیغ اسلام کی غرض سے ۹۰۰ھ / ۱۴۹۵ء میں سید کسراں تحصیل گوجر خان میں تشریف لے آئے۔(۱۱) سید کسراں کا گاؤں پاکستان کے ساداتِ کاظمیہ کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ ہندوپاک کے اکثر مشہدی سادات کے آباؤ اجداد اسی گاؤں سے ہجرت کر کے ہندوستان کے مختلف حصوں میں سکونت گزیں

ISSN 2347-7938




ہوئے۔ حضرت سید شاہ عبد اللطیف کاظمی المعروف بری امام (۱۰۲۶ھ۔۱۱۱۷ھ/۱۶۱۷ء۔۱۷۰۶ء، نور پور شاہاں اسلام آباد) اور حضرت شاہ چن چراغ مشہدی (م:۱۱۱۵ھ/۱۷۰۳ء، راولپنڈی) ساداتِ کاظمیہ کی اسی شاخ کے چشم و چراغ ہیں۔ حاجی بابا کا شجرہ نسب گیارہویں پشت میں حضرت بری امام کے شجرۂ نسب سے مل جاتا ہے۔(۱۲) آپ کے ساداتِ کاظمیہ کی اس شاخ میں سے ہونے کی تحقیق تاریخ اقوام پونچھ موٴلفہ محمد الدین فوق میں بھی موجود ہے۔(۱۳)

ساداتِ کاظمیہ کی اس لڑی کے چند بزرگ واردِ کشمیر ہوئے۔ ان میں سید شاہ جنید کاظمی بھی تھے جو ستر ہویں صدی عیسوی کے وسط میں مظفر آباد جا بسے۔ وہاں اس وقت بمبہ خاندان کی خود مختار حکومت تھی۔(۱۴) سلطان محمد مظفر خان اول (بانئ مظفر آباد) نے آپ کے زہد و تقویٰ سے متاثر ہو کر شاہی خاندان کی ایک خاتون آپ کے عقدِ زوجیت میں دے دی اور مظفر آباد کے تین گاؤں جاگیر کے طور پر بھی دیئے۔(۱۵) سید شاہ جنید کے پڑپوتے اور حاجی بابا سید نوران شاہ کے پر دادا سید حبیب شاہ کاظمی مظفر آباد سے ترکِ سکونت کر کے وادئ کاغان اور گلگت کے سرحدی مقام کوہستان میں مقیم ہو گئے۔ کچھ عرصے بعد مظفر آباد واپسی کا قصد کیا اور بالا کوٹ کے مقام پر پہنچے تو وہاں کے حکمران مقدم کالو گوجر نے آپ کی دینی سیادت کو بھانپتے ہوئے اپنے اور اپنے لوگوں کی روحانی و مذہبی قیادت کے لیے آپ سے بالا کوٹ میں مستقل قیام کی استدعا کی۔(۱۶) سید حبیب شاہ کاظمی نے اس کی درخواست قبول کرتے ہوئے بالا کوٹ میں ہی مستقل قیام اختیار کیا۔ مقدم کالو نے آپ کی دینی و تبلیغی مرکز کے طور پر ایک مسجد بھی تعمیر کروائی، اسی مسجد کے قریب اب آپ کا مزار ہے۔ آپ کے فرزند سید محمد علی شاہ آپ کے علمی و دینی ورثہ کے امین ہونے کے ساتھ ساتھ علاقہ کے سربر آوردہ مجاہدین میں سے ایک تھے۔(۱۷)

صفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱۰-۱
جولائی تا دسمبر ۲۰۱۲

ولادت:

سید محمد شاہ کاظمی کے فرزند اور حاجی بابا سید نوران شاہ کے والدِ ماجد سید مرید علی شاہ سلسلہ قادریہ سے منسوب، صاحبِ طریقت بزرگ تھے اور ذکرِ الٰہی میں درجۂ کمال کے حامل تھے۔(۱۸) آپ کی شادی سیدہ بالا بی بنت سید مقبول شاہ کاظمی سے ہوئی۔ جو آپ ہی کی طرح عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں اور یادِ خدا میں ہمہ دم مشغول رہتی



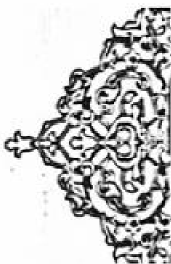
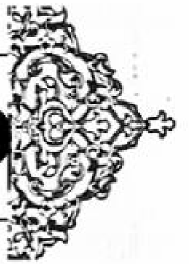

تھیں۔(۱۹) ان پاکباز اور پرہیز گار والدین کے آنگن میں جو بیچ سیداں بالاکوٹ کے مقام پر حضرت سید نوران شاہ نے آنکھ کھولی۔

کارہائے نمایاں انجام دینے والی شخصیات میں سے اکثر کی تاریخ پیدائش سے متعلق اختلاف ملتا ہے۔ حاجی بابا سید نوران شاہ کے سوانح نگار بھی کسی ایک رائے پر متفق نظر نہیں آتے۔ کسی نے ۱۸۵۵ء کو آپ کی تاریخ پیدائش قرار دیا ہے(۲۰) اور کسی نے ۱۸۶۰ء تک کے درمیانی عرصے کو(۲۱)۔ لیکن اس سلسلے میں مولانا سید قاسم راجوروی کا بیان زیادہ وقیع ہے جو انہوں نے حاجی بابا سے ایک انٹرویو کے دوران خود سنا۔ اس کے مطابق حاجی باباکے ورود مسعود کا سن ۱۸۶۹ء بمطابق ۱۲۸۶ھ بنتا ہے۔(۲۲) آپ کے سوانحی ادب کے دیگر قرائن و شواہد بھی اس قول کی تائید کرتے ہیں۔(۲۳)

بچپن اور تعلیم:

آپ کا گھرانہ اسلامی تہذیب و تمدن کا مرکز تھا۔ ماں اور باپ دونوں راہِ سلوک کے مسافر ہوں تو بچوں کی تربیت بھی یقیناً ذکرِ الٰہی کے سایہ ہی میں ہوتی ہے۔ لہٰذا بچپن ہی سے ذکرِ الٰہی اور درود شریف کی کثرت آپ کے معمولات میں شامل تھی۔(۲۴) شرافت و نجابت کے آثار بچپن سے ہی آپ کی ذات سے نمایاں ہونے لگے۔(۲۵) آپ کی باقاعدہ تعلیم کا آغاز خاندان کی ایک پاکباز اور عالم خاتون سیدہ زینب بی بی بنت سید معظم شاہ کاظمی کی زیر نگرانی قرآن پاک کے درس سے ہوا جنہیں سینکڑوں احادیثِ رسول ﷺ بھی زبانی یاد تھیں۔ چنانچہ قال اللہ و قال رسول کی صدائیں ابتداء ہی سے آپ کے کانوں میں رس گھولنے لگیں۔ روحانیت اور سلوک کی ابتدائی تربیت اپنے والدِ ماجد اور والدہ ماجدہ سے حاصل کی۔(۲۶) ان کے علاوہ آپ کی روحانی و علمی تربیت میں آپ کے ماموں سید رسول شاہ کاظمی مجددی کا حصہ بھی شامل رہا جو حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی کے خلفاء میں سے تھے۔(۲۷) گھر کے اسلامی و روحانی ماحول کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے برادرِ اکبر سید مخدوم شاہ نقشبندی(م:۲۶ رجب ۱۳۵۵ھ ۱۲ اکتوبر۱۹۳۶ء، لاہ شریف راجوری، جموں و کشمیر) اور برادر اصغر سید سلیمان شاہ نقشبندی شہید(تاریخ شہادت:۸ شعبان۱۳۶۷ھ ۱۶ جون۱۹۴۸ء، عظمت آباد، راجوری، جموں و کشمیر) دونوں راہِ سلوک کے مسافر بنے اور سلسلہ

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۶

ISSN 2347-7938

نقشبندیہ مجددیہ کی خلافت سے نوازے گئے۔(۲۸) آپ اپنے برادرِ اکبر سید مخدوم شاہ نقشبندی کو بھی اپنا استاد اور مربی بتایا کرتے تھے۔(۲۹) ان شخصیات کے علاوہ آپ نے کشمیر کے ایک فارسی عالم سے فارسی ادبیات میں بھی دسترس حاصل کی۔(۳۰)

کشمیر کو ہجرت:

ہجرت کو دینِ اسلام اور تصوف میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ اللہ کی رضا کے لئے گھر بار چھوڑ دینے سے تعلق باللہ کی مضبوطی اور قلب کی صفائی نصیب ہوتی ہے۔ حضرت سید نوران شاہ کی عمر نو سال کو پہنچی تو آپ کے والد ماجد بھی تبلیغ اسلام کی غرض سے ۱۸۷۷ء میں بالاکوٹ کی وادی کو چھوڑ کر کشمیر کی جنت نظیر وادی کو ہجرت کر گئے اور راجوری شہر کے مضافات میں لاہ نامی ایک گاؤں میں سکونت اختیار کی۔(۳۱) اس وقت ریاست جموں و کشمیر پر ڈوگرہ مہاراجہ رنبیر سنگھ (اگست ۱۸۳۰ء۔ ۱۲ ستمبر ۱۸۸۵، دورِ حکومت: ۱۸۵۷ء۔ ۱۸۸۵ء) حکمران تھا۔ ہجرت کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ کے والد سید مرید علی شاہ کا سانحہ ارتحال ہوا۔(۳۲) باپ کا سایہ سر سے اٹھنے نے آپ کو روحانی طور پر اور مضبوط کیا اور آپ پہلے سے زیادہ یادِ الٰہی میں گم ہو گئے۔(۳۳)

حج بیت اللہ:

حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ مجددی کو بچپن ہی سے فریضۂ حج ادا کرنے کی جستجو تھی۔ اس زمانہ میں حج کرنا آسان نہ تھا، سمندر کے راستے جہاز کے سفر کے لئے بہت خرچ آتا تھا جس کے وہ متحمل نہ تھے۔ لیکن دل میں حج کی خواہش زندگی کے ساتھ ساتھ مزید توانا ہوتی گئی۔ یہ وہ دور تھا جب نکاح کی سنت ادا کرنے کے بعد اللہ نے آپ کو فرزند سے نوازا جس کا نام سید حبیب اللہ شاہ رکھا گیا۔ لیکن وفورِ شوق کے باعث آپ نے سب کچھ چھوڑ کر پیدل ہی حج کرنے کا فیصلہ کیا۔(۳۴) ۱۹۰۲ء میں زادِراہ سے تہی دست اور صرف عشقِ رسول ﷺ کا سودا سر میں لیے یہ عاشقِ صادق تن تنہا ہی حرمین شریفین کی حاضری کے لئے چل پڑا۔ آپ راجوری سے چل کر پہلے کراچی پہنچے اور وہاں سے پیدل ہی مکران کے راستے ایران میں جا داخل ہوئے۔ لاسہ بندر کے خشکی کے راستے جنگلوں، پہاڑوں اور بیابانوں سے گذرتے کئی مہینوں کے سفر کے بعد آپ حرم شریف پہنچے۔(۳۵)

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جولائی تا دسمبر ۲۰۱۶

مدینہ منورہ میں حاضری کی پر سوز گھڑیاں کیسے بسر ہوئیں، آپ بیان فرماتے ہیں:

"جب مسجد نبوی ﷺ کے سبز گنبد پر نظر پڑی تو مجھے اپنی بھی خبر نہ رہی اور یہ حالت بڑی دیر تک مجھ پر طاری رہی۔ حضور سرکارِ دوعالم ﷺ کے روضۂ انور کی حاضری میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی جو اللہ پاک نے پوری کر دی۔ میں سرکارِ دوعالم ﷺ کے پیارے شہر میں اپنے آپ کو موجود پا کر یہ سوچتا تھا کہ اس شہر عزیز کے ان پیارے گلی کوچوں سے جب سرکار دوعالم ﷺ کا گزر ہوتا ہوگا تو وہ کیا لمحات ہوں گے۔ یہ سوچ کر مجھے مدینہ منورہ کی گلیوں سے پیار ہو گیا اور میری جو کیفیت ہوئی وہ بیان نہیں ہو سکتی۔ عشق و مستی کی اس کیفیت میں میں بیمار ہو گیا۔ اکثر مجھے کچھ ہوش نہ رہتا اور یہ حالت ہوتی کہ مدینہ کے کتے بھی میرے اوپر سے گزر جاتے۔ عالم رؤیا میں حضور نبی اکرم ﷺ کی کرم فرمائی کے بعد بیماری کافور ہوئی۔" (۳۶)

تلاشِ مرشد و بیعت:

آپ کا سفر حج ۱۸ مہینوں پر محیط تھا، اس مبارک سفر سے واپسی کے بعد آپ کے دل میں تلاشِ مرشد کا داعیہ اور بھی مضبوط ہوتا گیا، کافی تحقیق و تلاش کے بعد آپ لار شریف سرینگر پہنچے (۳۷) جہاں خواجہ نظام الدین کیانوی کے خلیفہ خواجہ عبید اللہ لاروی مسند نشین تھے۔ حضرت لاروی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ایک قابلِ فخر ہستی تھے۔ آپ کی تصانیف ملفوظات نظامیہ، اسرار کبیری اور مجموعہ سی حرفی علم تصوف میں بڑے پایہ کی کتابیں ہیں اور ہند و پاک سے ان کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ (۳۸)

اپنی بیعت کا واقعہ حاجی بابا نے یوں بیان فرمایا:

میں نے سنا تھا کہ یہاں کوئی فقیر ہے۔ خیال آیا کہ ملاقات کر لوں۔ حاضر ہوا تو ایک دن ملاقات نہ ہو سکی۔ دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں سید ہوں، عالم بھی ہوں اور حاجی بھی۔ یہ کیسا فقیر ہے کہ اس کو پرواہ ہی نہیں۔ دوسرے دن وظائف اور معمولات کے بعد ۹ بجے کے قریب جب ملاقات کے لئے باہر تشریف لائے تو میرے قلبی خطرہ سے مطلع ہو کر فرمانے لگے: آپ سید ہیں، عالم اور حاجی بھی

ہیں۔ آپ کو تکلیف ہوئی ہو گی لیکن میں کیا کروں مجھے بہت کام ہوتا ہے اس لئے مجبور ہوں۔۔۔ پھر فرمایا تم سید ہو اور حاجی بھی، میرے پاس پلنگ پر بیٹھو۔ میں نے عرض کیا: آج سے نہ میں سید ہوں، نہ حاجی اور نہ ہی عالم، بلکہ ایک گجر ہوں اور خدا مجھے اس گوجر کے ساتھ ہی قیامت کے دن اٹھائے گا۔ (۳۹)

تکمیلِ تربیت کے بعد آپ کے شیخ نے آپ کو اپنی مسند پر بٹھا کر اپنے شیخ کی عطا کردہ دستارِ خلافت عطا کی اور اجازت و خلافت سے نواز کر تعلیم و تبلیغ کے لئے راجوری جانے کا حکم دیا۔ (۴۰)

مسندِ ارشاد:

حسبِ حکم حاجی سید نوران شاہ اپنے علاقہ لاہ راجوری میں یادِ خدا اور تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے۔ آپ کی دنیا سے بے نیازی اور یادِ الٰہی میں ہمہ وقت مشغولیت کا اطراف و اکناف میں شہرہ ہوا تو لوگ جوق در جوق آپ کے پاس آ کر داخلِ سلسلہ ہونے لگے۔ (۴۱) حصولِ فیض و برکت کے لئے آنے والے ہر امیر و غریب کے لئے آپ کا آستانہ یکساں منبع فیض تھا۔ آپ تبلیغ کے لئے جہاں بھی تشریف لے جاتے آپ کے سینکڑوں عقیدت مند اور مریدین کے ذکر و اذکار سے کشمیر کی پہاڑیاں اور وادیاں گونج اٹھتیں۔ آپ کو ریاست جموں و کشمیر میں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ ہزاروں طالبین آپ کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ (۴۲) آپ کی کوششوں سے کشمیر میں معرفت و طریقت کے درس ہوتے۔ آپ کی تعلیم و تبلیغ نے وسیع پیمانے پر دلوں میں انقلاب برپا کیا۔ نورِ اسلام نے جہاں غیر مسلموں کو متاثر کیا وہیں ہندوانہ رسوم و رواج میں گھرے مسلمانوں کو بھی اسلام کی اصل تعلیمات کی طرف واپس لانے کا عمل سر انجام دیا اور خالص اسلامی تہذیب و تمدن کو فروغ حاصل ہوا۔ (۴۳) آپ کے مریدین اور خلفاء کی بدولت آپ کی ذات سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو وادئ کشمیر اور دیگر مقامات میں بیحد ترقی حاصل ہوئی۔ (۴۴) مؤرخ کشمیر محمد الدین فوق ۱۹۳۶ء میں لکھتے ہیں کہ آپ بڑے متقی پرہیز گار بزرگ ہیں۔ ہندو مسلمان سب آپ کا احترام کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ عبید اللہ لاروی عرف حضرت باباجی لاروالے کے خلیفۂ اعظم ہیں۔ عمر ستر اسی سال کے درمیان ہو گی۔ (۴۵)

علمی ذوق و شوق:

حاجی بابا سید نوران شاہ کا ذاتی مطالعہ بہت وسیع تھا۔ آپ کے برادر اکبر سید مخدوم شاہ نقشبندی جو ایک جید عالم تھے، ان کی معیت میں آپ مختلف علماء سے علمی وفنی مذاکروں میں شامل ہوتے۔(۴۶) بہت سی دینی کتب پر نظر رکھتے تھے۔ خاص کر صوفیانہ شاعری سے بہت لگاؤ تھا۔ خود بھی صوفی شاعر تھے اور صوفیاء کی شاعری کا مطالعہ بھی کرتے رہتے تھے۔ مثنوی مولانا روم سے تو عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ مثنوی شریف کے اکثر اشعار زبانی یاد تھے جنہیں گاہے بگاہے پڑھا کرتے تھے۔(۴۷) آپ کے ایک خلیفہ مولوی خلیل نقشبندی (م: ۱۵ محرم ۱۳۸۴ھ ۲۷ مئی ۱۹۶۴ء) نہایت عالم فاضل اور فارسی زبان کے شاعر تھے۔ وہ بھی مثنوی مولانا روم کو نہایت خوش الحانی سے پڑھنے کا ملکہ رکھتے تھے جس کی وجہ سے ان کا شمار آپ کے خاص منظورِ نظر خلفاء میں ہوتا ہے۔ ایک شخص نے نذرانہ کے طور پر کچھ زمین حاجی بابا کو دی تو آپ نے وہ انہی کو عنایت کر دی۔(۴۸) سلوک کی کتابوں کو اکثر مطالعے میں رکھتے تھے۔ علماء کو بہت عزت دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے کئی خلفاء کا شمار جید علماء میں ہوتا ہے۔ مولانا مہر الدین قمر راجوروی (۲ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ۔ ۱۱ شعبان ۱۳۹۶ھ، ۱۹ جولائی ۱۹۰۱ء۔ ۷ اگست ۱۹۷۶ء، مانسہرہ) جو پنجاب یونیورسٹی لاہور سے منشی فاضل اور جامعہ اشرفیہ لاہور سے علوم اسلامیہ میں تکمیل یافتہ تھے، انہی خلفاء میں سے ایک تھے۔ وہ دو درجن سے زائد کتب کے مصنف اور صاحبِ طرز ادیب و شاعر بھی تھے۔(۴۹)

شیخ مجدد کی لحد پر:

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہونے کے سبب آپ کو ابتداء بیعت ہی سے شیخ مجدد کی لحد پر حاضری کی تمنا تھی۔ چنانچہ آپ فروری ۱۹۴۰ء میں راجوری کشمیر سے تقریباً ۵۰۰ کلومیٹر کا فاصلہ طے کر سرہند شریف پہنچے اور اپنے چند خلفاء کی معیت میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی بارگاہ میں عقیدت و احترام کے ساتھ حاضری دی۔(۵۰)

معمولات:

حضرت سید نوران شاہ مجددی نے بچپن سے وصال تک اپنے معمولات کا تسلسل باقاعدگی سے جاری رکھا اور ان میں کبھی فرق نہ آنے دیا۔ آپ ہمیشہ نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے۔ روزانہ نماز فجر کے بعد مراقبہ کرتے، منظوم

ISSN 2347-7938

شجرہ طریقت ترنم کے ساتھ پڑھتے، پھر نماز اشراق ادا کرتے، دلائل الخیرات کا وظیفہ ادا کرتے اور اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ ظہر و عصر کے بعد ختم خواجگان کا اہتمام کرتے۔(۵۱) روزانہ ختم خواجگان تادمِ آخریں آپ کے معمولات میں شامل رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ رات دن ذکر خفی و جلی میں مشغول رہتے۔ زیادہ گفتگو سے گریزاں رہتے اور اپنے پاس آنے والوں کو بھی زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے کی تلقین کرتے، آپ فرماتے:

جو وقت ہم گفتگو میں صرف کریں گے وہ ذکرِ الٰہی میں بھی صرف کر سکتے ہیں جو زیادہ اولیٰ ہے۔ کہتے تھے کہ ہر وقت اللہ کے ساتھ تعلق قائم رہنا چاہئیے۔(۵۲)

ہجرت:

۱۹۴۸ء میں کشمیر کے حالات خراب ہونے پر ۱۲ اپریل کو آپ نے باطنی اشارے اور عزیزوں کے مشورے سے افراد خاندان کے ساتھ راجوری سے ہجرت کا فیصلہ کیا۔ پاکستان آمد کے بعد آپ سرائے عالمگیر ضلع گجرات میں مقیم ہو گئے۔(۵۳) کشمیر میں رہ جانے والے مریدین و خلفاء خطوط کے ذریعے آپ سے برابر مستفید ہوتے رہے۔

وصال:

حاجی بابا سید توران شاہ مجددیؒ نے اپنی طویل عمر کا بڑا حصہ مخلوق خدا کو خدا کی راہ دکھانے میں صرف کر دیا۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۶۶ء بمطابق ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ بروز جمعرات کو جہلم کی تحصیل سوہاوہ میں تقریباً ایک صدی تک کرنیں بکھیرنے والا یہ تورانی سورج اپنے خالقِ حقیقی کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لئے بے تاب تھا۔ آنکھوں کی بینائی ختم ہو چکی تھی اور ظاہری طور پر کلام بھی بند تھا۔ آپ کے خلیفہ اعظم پیر سید محمد شاہ (۱۵ جمادی الثانی ۱۳۳۰ھ۔۲۷ صفر ۱۴۰۸ھ، ا جون ۱۹۱۲ء۔۲۱ اکتوبر ۱۹۸۷ء، کالو چک شریف، گجرات) اس موقعے پر موجود تھے۔ آپ کے ایک سوانح نگار لکھتے ہیں کہ پیر سید محمد شاہ نے مجھے پاس بلایا اور کہا کہ حاجی بابا کو دیکھو۔ میں نے قریب جا کر دیکھا تو بظاہر کوئی ہوش نہیں تھا اور روح پرواز کرنے والی تھی لیکن آپ کا سینہ مبارک دیکھا تو قلب کی جگہ تیزی سے حرکت کر رہی تھی اور پیراہن اس حرکت سے اوپر کو اٹھ رہا تھا جیسے پنکھے سے کپڑا حرکت کرتا ہے، گویا جسم مردہ تھا لیکن قلب زندہ۔ مصنف

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۲ء

لکھتے ہیں کہ حاجی بابا نے ایک دفعہ مجھے فرمایا تھا کہ قلب جاری ہو جائے تو کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔(۵۴) اسی عالمِ ذکر میں اس ذات سے جا ملے جس کا ذکر کرتے ساری عمر بیت گئی تھی۔

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق

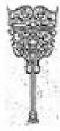
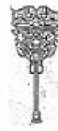
ثبت است بر جریده عالم دوام ما(۵۵)

بوقت مغرب سورج مغرب کی اوٹ میں چھپا تو سلسلہ مجددیہ کا یہ نورانی چراغ بھی لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ نمازِ جنازہ پیر صاحب دیول شریف نے پڑھائی۔ جنازے میں رئیس الاحرار چوہدری غلام عباس(م:۱۹۶۷ء) جو سخت بیماری کے باوجود جنازے میں شریک ہوئے کے علاوہ کئی سیاسی و مذہبی شخصیات بھی شریک ہوئیں۔(۵۶) آپ کو تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم کی نواحی بستی نور پور سیداں میں سپردِ خاک کیا گیا۔(۵۷) یہ بستی جی ٹی روڈ پر سوہاوہ شہر سے ڈیڑھ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ جلد ہی قبر مبارک پر مزار کی عمارت تعمیر کر دی گئی جس کا افتتاح پیر سید غلام محی الدین گیلانی(م:۱۹۷۴ء) سجادہ نشین گولڑہ شریف نے فرمایا۔ مزار مبارک کی دوسری تعمیر صدر پاکستان ضیاء الحق کے حکم سے ہوئی اور ساتھ ہی ایک خوبصورت مسجد بھی تعمیر کی گئی۔ چند سال قبل ہی جدید فنِ تعمیر کے مطابق مزار کی تعمیر تیسری بار عمل میں لائی گئی ہے۔(۵۸)

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جون ۲۰۱۶

صاحب زادگان:

حضرت نوران شاہ مجددی نے یکے بعد دیگر تین شادیاں کی۔ جن میں سے سات صاحبزادگان تولّد ہوئے جنہوں نے حاجی بابا کی فکر اور سلسلے کو فروغ دیا اور علمی و عملی میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ آپ کے فرزند اکبر سید حبیب اللہ شاہ ضیاءِ عالم دین، صحافی، مصنف اور ایک انقلابی شاعر تھے۔ رئیس الاحرار چوہدری غلام عباس نے آپ کی خدمات پر آپ کو شورش جبالی کا خطاب دیا۔ آپ کی خدمات پر آپ کو گولڈ میڈل دیا گیا۔ آپ سے تین کتب: گردشِ کشمیر، گلدستہ اشعار فی وصف احمد مختار ﷺ اور سی حرفی شاہ حبیب یادگار ہیں۔(۵۹) دوسرے فرزند سید یٰسین شاہ نے اپنے والد ماجد کی روحانی میراث کے تحفظ اور فروغ میں تمام عمر بتائی۔ ان سے چھوٹے فرزند حکیم سید امیر حیدر شاہ نے ہجرت کے بعد حکمت کا پیشہ اپنایا اور خلق خدا کی خدمت میں مصروف رہے۔ الحاج سید عبد اللہ شاہ آزاد حاجی بابا

کے وصال کے بعد سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ ریاست آزاد جموں وکشمیر کے وزیر تعلیم و اطلاعات بھی رہے۔ بعد ازاں آپ کی خدمات کے اعتراف میں آپ کو بھی طلائی تمغے سے نوازا گیا۔ ان سے چھوٹے فرزند سید شاہ جنید نسیم شہید بچپن سے تہجد گزار اور ختم خواجگان کے پابند تھے، انقلاب کشمیر مطبوعہ ۱۹۵۰ء اور سی حرفی در فراق بابل نامی دو کتب آپ سے یادگار ہیں۔ کشمیر سے ہجرت کے بعد مہاجرین کی آبادکاری کے لئے آپ کو آزاد کشمیر میں تحصیلدار تعینات کیا گیا۔ حضرت حاجی بابا کے ایک اور فرزند سید محمد شاہ علم و عمل میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے انہیں عربی، اردو، فارسی، انگریزی، پشتو سمیت کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا جبکہ سب سے چھوٹے فرزند سید نذیر احمد شاہ بقید حیات ہیں اور پونچھ (جموں وکشمیر) میں اپنے والد ماجد کے فیضِ علمی و روحانی کے فروغ میں مصروفِ عمل ہیں۔(۶۰)

خلفاء:

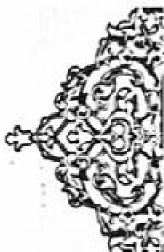
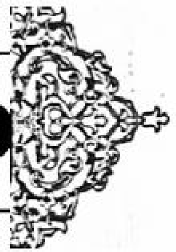
حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ نے کئی دہائیوں تک وادیٔ کشمیر اور ہندوپاک میں تبلیغی خدمات انجام دیں۔ حدِ متارکہ کے دونوں جانب آپ کے مرید بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ کئی سالکین کو تصوف کی عملی تربیت فراہم کرنے کے بعد سلسلہ عالیہ کی خلافت و اجازت بھی عطا کی۔ ان میں سے ہر ایک اپنے دور میں آفتابِ عالم بن کر چمکا۔

آپ کے نامور خلفاء میں میاں محمد حسین (ریاسی، جموں وکشمیر)، الحاج سید محمد شاہ (گجرات/پنجاب)(۶۱)، پیر سید جماعت علی شاہ (پونچھ، جموں وکشمیر)، پیر سید حبیب اللہ شاہ ضیاء (بھمبر، جموں وکشمیر)، پیر سید یٰسین شاہ (سرائے عالمگیر/پنجاب)، پیر سید مہر علی شاہ (کوٹلی/جموں وکشمیر)، پیر سید حاکم علی شاہ (چکوال/پنجاب)، مولوی سید رسول شاہ بخاری (سرگودھا/پنجاب)، مولانا مہر الدین قمر راجوروی (ایبٹ آباد/خیبر پختونخواہ)، پیر سید محمد شاہ (اسلام آباد/پاکستان)، حاجی سید امیر علی شاہ (سوہاوہ/پنجاب) اور پیر سید حسن شاہ (مدفون جنت البقیع) وغیرہ شامل ہیں۔

مکتوبات:

مشائخ نقشبندیہ کی روایت کے مطابق حاجی بابا سید نوران شاہ مجددی نے مکتوبات کے ذریعے بھی اپنے مریدین و عقیدتمندوں کی اصلاح و رہنمائی کا سلسلہ جاری رکھا۔ گو ابھی تک آپ کے مکاتیب کا کوئی باقاعدہ مجموعہ مرتب نہیں کیا

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۶ء

گیا۔ کئی مآخذ و مراجع میں مذکور ہے کہ جب آپ ۱۹۴۸ء کی ہجرت کے بعد پاکستان آگئے تو مقبوضہ کشمیر کے مریدین و خلفاء سے مکتوبات کے ذریعے ہی رابطہ رہا۔ آپ کے مکاتیب تصوف و ادب کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔

ا۔ ۱۹۰۳ء کے لگ بھگ جب حاجی بابا سید نوران شاہ حج پر تشریف لے گئے تھے تو وہاں سے آپ نے اپنے اہلِ خانہ کو ایک منظوم خط لکھا تھا جس کے کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

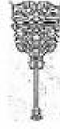
اے صبا دی باد پیاری طرف راجوری جائیں
بھائیاں میریاں ساریاں تائیں ہتھ بنھ عرض سنائیں
فکر کرو اے یار بھرائو آخر نکھڑ جاناں
سو ورھیاں کوئی زندہ رہسی؟ آخر نکھڑ جاناں
مائی میری نوں میری طرفوں ہتھ بنھ کے ایہہ کہناں
اس فرزند مسافر اتے ہر دم راضی رہناں

اس خط میں اہلِ خانہ کو توشۂ آخرت کی فکر کرنے کی تلقین کی گئی ہے، ساتھ ہی اپنی والدہ ماجدہ کی رضا بھی چاہی گئی ہے۔(۶۲)

۲۔ اپنے فرزند سید امیر حیدر شاہ کو ۲۱ اگست ۱۹۵۵ء کو لکھے گئے ایک خط میں فرماتے ہیں: تم خدا کی یاد میں ہوشیار ہو جاؤ کیونکہ دنیا رہنے کی جگہ نہیں اور اگر دولت ہے تو خدا کی یاد ہے۔ سب خوشیاں بھول جائیں گی اور خدا کی یاد ساتھ جائے گی۔

هزاران پاک پیغمبر، هزاران اولیاء الله
همه در خاک شد آخر نه من دانم نه تو دانی
چوں ختم الانبیاء هم رفت دیگر کیست کو ماند
مگر ذات مقدس قادر قیوم صمدانی(٦٣)

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جون ۲۰۱۶ء

۳۔ ۲ جنوری ۱۹۶۴ء کو لکھے گئے ایک خط بنام مرید مولوی محمد حفیظ اللہ لکھتے ہیں: عزیز یہ جہان کچھ بھی نہیں۔ دراصل یہ امتحان گاہ ہے۔ جہاں پر انسان ایک مقررہ وقت کے لئے آتا ہے اور وقت پورا کر کے واپس چلا جاتا ہے۔ اپنے اصلی مقام پر جو بھی زیادہ محنت کرتا ہے وہ اتنے زیادہ نمبر حاصل کر کے پاس ہوتا ہے۔ جتنا بھی کوئی مشکل امتحان دیتا ہے اتنی ہی بڑی ڈگری اسے دی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کو نہ ہماری عبادت کی ضرورت ہے اور نہ وہ بھوکا ہے۔ وہ تو صرف ہمارے دلوں کو دیکھتا ہے اور نیت کو۔ عبادت کرنا تو ہمارا فرض ہے۔۔۔ عزیز دوسروں کو خدا کی یاد کی تلقین کرو اور خصوصاً سکول کے بچوں کو نمازی بناؤ۔ تمہاری یہی سب سے بڑی عبادت ہوگی۔(۶۴)

ملفوظات:

مکتوبات کی طرح آپ کے ملفوظات کا بھی کوئی مجموعہ تاحال سامنے نہیں آیا لیکن آپ کی کتبِ سوانح میں درج ذیل فرمودات ملتے ہیں جن سے آپ کے تعلق مع اللہ اور یادِ آخرت کی تصویر بخوبی سامنے آجاتی ہے۔

۱۔ فرماتے کہ اسمِ ذات اور نفی اثبات کی ضربوں سے اپنے دلوں کی سیاہیوں کو یوں دھویا کرو جیسے بچے اپنی تختیاں صاف کرتے ہیں۔(۶۵)

۲۔ فرمایا مجھے ظاہر نہیں کرنا میں چھپ کر عبادت کرنا چاہتا ہوں۔(۶۶)

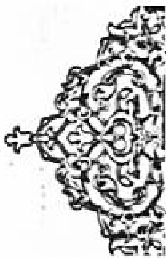
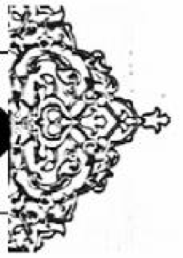
۳۔ فرمایا جب قلب جاری ہو جائے تو کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔(۶۷)

۴۔ فرماتے ہر وقت خدا سے تعلق قائم رکھنا چاہئے۔(۶۸)

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۶ء

۵۔ اپنے ہاتھ سے پانی لے کر وضو فرماتے اس کام کے لئے دوسروں کی مدد کو اچھا نہ سمجھتے۔ فرماتے کہ خالق حقیقی کے سامنے سجدہ کرنا ہے تو دوسرے کی مدد لینا کیا معنی رکھتا ہے۔(۶۹)

۶۔ فرمایا دنیا دکھوں اور مصیبتوں کا گھر ہے، اسے ماتم کدہ کہتے ہیں، دوست دوستوں سے، بھائی بھائیوں، باپ بیٹوں سے جدا ہوتے رہتے ہیں۔ مصیبتوں سے گھبرانا نہیں چاہئیے مسلمان کی تعریف یہ ہے کہ ہر رنج و غم میں صابر وشاکر اور ثابت قدم رہے۔(۷۰)

۷۔ کوئی زیادہ گفتگو کی کوشش کرتا تو فرماتے جو وقت ہم گفتگو میں صرف کریں گے وہ ذکرِ الٰہی میں بھی گزار سکتے ہیں جو زیادہ اولیٰ ہے۔

۸۔ کسی کو قہقہہ لگا کر ہنستے دیکھتے تو فرماتے کیا تمہیں موت اور قبر یاد نہیں آتی؟(۷۱)

صوفیانہ شاعری:

حاجی بابا سید نوران شاہ کے شیخ طریقت حضرت خواجہ عبید اللہ لاروی ایک معروف صوفی شاعر تھے۔ مجموعہ سی حرفی اور دیگر کتب میں آپ کا صوفیانہ کلام موجود ہے۔ آپ کی مجلسوں میں صوفیانہ شاعری کا اکثر دور ہوتا رہتا تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اکثر عقیدت مند ان مجالس میں اپنا صوفیانہ کلام سناتے اور باضابطہ اصلاح لیتے اور ان کی پذیرائی بھی کی جاتی۔(۷۲) حاجی بابا سید نوران شاہ بھی آپ کے خلیفہ اعظم ہونے کے ناطے اس شعری تحریک سے بہت متاثر ہوئے۔ اس طرح اپنے مرشد کے قائم کردہ صوفی شعراء کے اس حلقے میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ نمونے کے طور پر آپ کا کلام ملاحظہ ہو:

اول حمد خدا رحمان دی ہے سر جنہار جو زمیں اسمان دا ہے
بے مثل عدیم نظیر مالک، ذوالجلال عالی عزت شان دا ہے
اس دے وچ احکام تمام چیزاں عاجز ہر انسان بیان دا ہے
لکھاں کی میں خط وچ حال اپنا محرم راز اپنا جاندا ہے(۷۳)

آپ نے فرمایا کہ ایک بار بحالت خواب میری زبان پر خود بخود درج ذیل شعر جاری ہوا:

جا سوناں وچہ جنگلاں دے اتھے کوئی نہ سنگی یار ہو سی
شاہ نوران میں میاں رب دی یاد کرلے آنائیں تیرا دوجی وار ہو سی(۷۴)

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۲




ذکر الٰہی:

حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ مجددی کو ذکرِ روحی حاصل تھا۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں ذکرِ الٰہی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ آپ کے مرشد خانے لار شریف سرینگر کشمیر کے سجادہ نشین میاں بشیر احمد لاروی بیان کرتے ہیں:

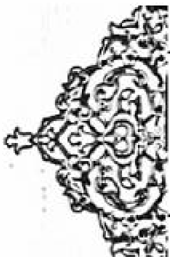
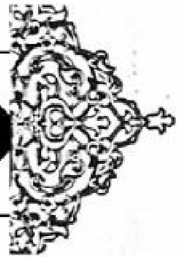
''حاجی بابا نوران شاہ ہر سال ۸ جون کو حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی کا عرس منانے وانگت (لار شریف) تشریف لایا کرتے تھے۔ اس وقت نہ سڑکیں تھیں اور نہ سواری کا انتظام تھا۔ لیکن وادی کشمیر اور پونچھ راجوری کے درویش حضرات، صوفی حضرات اور بڑی بڑی گدیوں کے پیر ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ وہ سرینگر سے وائیل کے مقام تک جب گاڑی میں بیٹھتے تو لا الٰہ الا اللہ کا ذکر شروع کرتے تھے اور پھر آگے تقریباً ۱۴ میل اسی طرح ذکر کرتے ہوئے پیدل جاتے تھے۔ ایک دو دفعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے بھی سرینگر سے وانگت تک حضرت سید نوران شاہ کے ساتھ جانے کا شرف حاصل ہوا تو دیکھا کہ ذکر کرتے کرتے ان کے گلے کی رگیں پھول کر باہر آجایا کرتی تھیں۔(۷۵)

حاجی بابا خود تو ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہی ساتھ ہی اپنے سب مریدین کو بھی ہمیشہ یہی تلقین کرتے رہتے۔ فرمایا کرتے کہ اللہ کا ذکر کرو کہ یہی توشۂ آخرت ہے۔(۷۶)

خلقِ خدا کا درد:

ایک مولوی صاحب عبد الرشید مظفر آباد کے رہنے والے تھے۔ جذام کے موذی مرض کا شکار تھے۔ دہلی تک علاج کی غرض سے گئے لیکن ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا۔ ان کا منہ اس مرض سے بری طرح متاثر تھا۔ راجوری میں حاجی بابا سید نوران شاہ کی شہرت سن کے آپ کے پاس راجوری آئے اور آپ سے پوری کہانی بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے لنگر سے کھائو، لسی پیو اور میرے ہی پاس رہو۔ اس نے کہا ڈاکٹروں نے مجھے بستر اور برتن الگ کرنے کو کہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں ہم یہاں اکٹھے ہی کھائیں گے اور اکٹھے ہی رہیں گے۔ آگے اللہ مالک ہے۔ آپ کے اس خلوص، دردمندی اور دعاؤں کا یہ اثر ہوا کہ وہ مولوی صاحب نہ صرف شفایاب ہو گئے بلکہ ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہے اور آپ کی قائم کردہ درسگاہ میں مدرس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔(۷۷)

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۶

تفرقہ بازی سے احتراز:

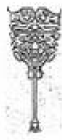
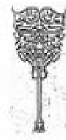
یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ نے مذہبی تفرقہ بازی سے اپنے دامن کو کبھی آلودہ نہ ہونے دیا۔ آپ کی تعلیم و تبلیغ اسلام کے ان اعلیٰ اصولوں پر مبنی تھی جن میں اللہ پاک کی وحدانیت، عشق رسول ﷺ، محبتِ اہل بیت اور احترام صحابہ کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ فرقہ بندی اسلام کو کمزور کرنے کے سوا کچھ نہیں۔(۷۸) فروعی اختلافات کی بنا پر تکفیر بازی کی شدت سے مذمت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مولوی نور محمد فاضل دیوبند نے آپ سے عرض کیا کہ میں ایک شخص کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن لڑکی کے والد نے کہا ہے کہ ہمارے مرشد حاجی بابا ہیں، وہ اجازت دیں گے تو رشتہ ہوگا۔ حاجی بابا نے جواب دیا کہ تم عالم ہو۔ تم سے نکاح کرنے میں کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے؟ میں چٹھی لکھ دیتا ہوں جو لڑکی کے والد کو دکھا دینا۔(۷۹) الغرض آپ کی رواداری کا اثر تھا کہ ہر مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات آپ کے پاس عقیدت و احترام سے حاضر ہوتے۔ سید عباس علی اور سید امیر علی شاہ اثناء عشری عقیدہ رکھنے کے باوجود آپ کے عقیدت مند تھے۔ میر واعظ کشمیر مولانا محمد یوسف فاضلِ دیوبند تھے مگر آپ کا بیحد احترام کرتے تھے حتیٰ کہ غیر مسلم بھی آپ کا اسی طرح احترام کرتے تھے۔

مشکلات پر صبر:

حاجی بابا نوران شاہ مجددیؒ حج پر پیدل تشریف لے گئے تھے۔ اس سفر کے دوران اکثر مواقع ایسے آئے جب آپ بالکل تن تنہا ہوتے۔ آپ خود بیان کرتے ہیں:

”پیدل اور تن تنہا سفر حج میں کئی بہت تکلیف دہ مواقع بھی آئے۔ اس سفر میں بہت تکلیف اٹھائی۔ ریگستان میں میلوں تک ریت کے ٹیلے، جنگلی جانوروں کی بھرمار، پانی کا نام و نشان تک نہ تھا اور اکثر اوقات جہاں رات پڑتی ریت کا گھر بنا کر رات بسر کرتا۔ سفر میں میرا جوتا بھی ٹوٹ گیا اور پاؤں میں نوک دار کانٹا چبھ گیا۔ اس پر ستم یہ کہ ایک بدو کے کتے نے بھی کاٹ لیا۔ ننگے پاؤں چلتے چلتے چھالے پڑ گئے۔ ایک رات ایسی آئی کہ میں نے سمجھا یہ میری زندگی کی آخری رات ہے۔ ساری رات روتے ہوئے خدا کے حضور دعا میں گزر گئی۔ اس رات میری دعا قبول ہوئی۔ اس رات کو میں شبِ قبولِ دعا

تصفیہ
جلد-۳/ شمارہ-۱
جنوری ۲۰۱۶

کہتا ہوں۔ ۱۸ ماہ کے اس سفر بیت اللہ اور مدینہ منورہ نے مجھے جن آزمائشوں، مشکلات اور بیماری سے مسلسل دوچار رکھا اس نے گویا تمام کثافتوں کو میرے جسم سے نکال کر روحانی شفا بخشی"۔(۸۰)

صبر اور برداشت کا یہ مزاج زندگی کے ہر موڑ پر آپ کے کردار کا لازمی حصہ بنا رہا۔

تبلیغ دین:

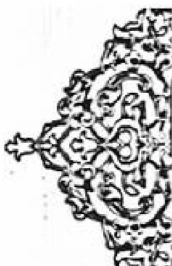
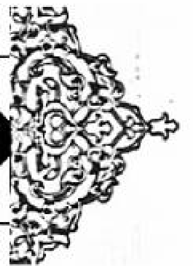
حاجی بابا سید نوران شاہ نے اپنے مرشد سے خلافت حاصل کرنے کے بعد مرشد کے ہی حکم سے کشمیر کے علاقہ راجوری میں اپنی خانقاہ قائم کی۔(۸۱) ساتھ ہی مسجد و مدرسہ کا قیام بھی عمل میں آیا۔ جہاں دینی تعلیم کے ساتھ سلوک و تصوف کی تعلیم بھی دی جاتی۔ علوم اسلامیہ کی تعلیم کے لئے حاجی سید امیر علی شاہ، مولوی سید حبیب اللہ شاہ ضیاء اور مولانا عبدالرشید مظفر آبادی جیسے علماء موجود تھے۔ دور دور سے متلاشیان حق آپ کی خانقاہ کا رخ کرتے۔ جو آپ کی صحبت میں رہ کر سلوک کی تربیت حاصل کرتے۔ علاقہ لاہ راجوری کی یہ مسجد اور آپ کی رہائش گاہ آپ کی تبلیغ کا مرکز رہی۔ اسی مقام پر بہت سے اہم فیصلے بھی ہوئے جنہوں نے کشمیر کی تاریخ پر دور رس اثرات مرتب کئے۔(۸۲)

اوصاف وخصائل:

حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ کے اوصاف و خصائل کو مختلف شعراءنے اپنے اشعار میں منظوم کیا ہے۔ ان اشعار کا انتخاب یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ راجوری کے معروف شاعر مرزا مطیع اللہ رعنا نظامی راجوروی حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ کے اوصاف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں(۸۳)

خدا آگاہ تھے لیکن نہ تھا عُجبِ خدا دانی
تھی سلطانی میں درویشی و درویشی میں سلطانی
ولی لاریب تھے لیکن نہ تھا دعویٰ ولایت کا
بسر کی عمر درویشی میں باوصفِ جہانبانی
تھے سورج معرفت کے، ماہِ تاباں تھے طریقت کے
کمالِ فقر اور غنا میں بھی تھے لاثانی

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۶



حضرت حاجی بابابے انتہا رقتِ قلبی کے مالک تھے، اکثر محبتِ الٰہی، محبتِ رسول ﷺ اور محبتِ مرشد میں روتے رہتے۔ مولانا مہر الدین قمر راجوروی آپ کی اس کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں(۸۴):

قبلہ حضرت حاجی صاحب میرے پیر حضوری
درد فراقوں روندے رہندے دوری تے مہجوری

حضرت حاجی بابا اپنے مرشد خانے سے بے انتہا محبت کرتے تھے، پاکستان ہجرت کر آنے کے بعد اپنے مرشد کے ہجر و فراق کا اکثر اظہار کرتے رہتے۔ یہ ہجر و فراق آپ کی باطنی حضوری کو مزید پختہ کرتا چلا گیا۔ آپ کے خلیفہ قمر راجوروی اس کیفیت کو یوں منظوم کرتے ہیں(۸۵):

دل درداں تھیں بھریا ہویا، سکھ دکھاں توں وارے
او کہندے اسیں راضی جیکر راضی رہن پیارے
دوہاں نورانی اکھاں وچوں آنسو چوندے رہندے
وھلدے نہ پر داغ ہجر دے ہر دم دھوندے رہندے

الحاصل حاجی بابا سید نوران شاہ مجددی نے صحیح معنوں میں مذہبی و ملی طور پر ایک مصلح کا کردار ادا کیا۔ دیگر صوفیاء کرام کی طرح آپ کی زندگی للہیت اور خدمتِ خلق کی تصویر نظر آتی ہے۔ ضرورت ہے کہ آپ نے جن خطوط پر زندگی گزاری فی زمانہ بھی ان سے روشنی حاصل کی جائے اور اپنی دنیا و آخرت کی بہتری کا سامان کیا جائے۔

تصفیہ
جلد-۳/ شمارہ-۱
جنوری تا جون ۲۰۱۶

حوالہ جات وحواشی

(۱)ناظم، ظہورالحسن، قاضی، نگارستان کشمیر، دہلی: درجید برقی پریس، ۱۳۵۲ھ، ص۳۶۹۔۳۷۰ (۲) ایضاً

(۳) ہندو مورخ کلہانہ نے اپنی تاریخ راج ترنگنی میں راجہ کلش دیو جو گیارہویں صدی عیسوی میں حکمران تھا کے عہد میں سرینگر کے قریب ایک اسلامی قبرستان کے موجود ہونے کا ذکر کیا ہے۔ (کلہانہ، راج ترنگنی، ص۲۵۷، بحوالہ نگارستان کشمیر، ص۳۶۹)

(۴) اعظم، محمد، تاریخ کشمیر اعظمی، ترجمہ: ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی، مقام طبع ندارد، ۱۳۵۵ھ، ص۴۷

(۵) کشمیری، طیب حسین، اولیائے کشمیر، لاہور: نذیر پبلشر زاردو بازار، ۱۹۸۸ء، ص۱۳

(۶)خواجہ نظام الدین کیانوی، حضرت میر صدیق ماگی کشمیری سے مجاز تھے اور حضرت ماگی حضرت خواجہ شاہ محمد ہادی نامدار نتھیالوی (م: ۷ جمادی الاول ۱۲۵۹ھ ۵ جون ۱۸۴۳ء، نتھیال، ضلع اٹک) کے خلیفہ تھے۔ حضرت نتھیالوی، حضرت خواجہ نور محمد چوراہی سے خرقۂ خلافت پانے کے بعد ایک عرصہ تک دہلی میں مقیم رہے، اس کے بعد کشمیر تشریف لے گئے اور وہاں بھی سلسلہ عالیہ کی اشاعت فرمائی۔ حضرت میر صدیق ماگی آپ کے دورۂ کشمیر کے دوران ہی آپ سے مستفیض ہوئے۔ (جالپ، محمد علیم اللہ دریالہ، مجموعہ شجرہ جات، منڈی بہاؤالدین: ایم ڈیزائنز، ص۳۹؛ بخاری، سید حبیب اللہ شاہ، شجرہ نقشبندیہ مجددیہ، اسلام آباد: نور پور شاہاں، ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۷ء، دوم، ص۳۰)

(۷) بخاری، سید ہدایت اللہ، تحفۂ نازنین، پونچھ، ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء، ص۲۳

قمر راجوروی، مہر الدین، شجرہ نقشبندیہ مجددیہ، راولپنڈی، نور آرٹ پریس، بارِ پنجم، جولائی ۱۹۷۳ء، ۴۔۵؛

قاسم راجوروی، سید، مولانا، شجرہ مخدومیہ، راولپنڈی: فضل ربی پریس، ۱۳۹۸ھ، ص۹۔۱۰

(۸) فوق، محمد الدین، تاریخ اقوام پونچھ، سرینگر: پبلشرز ظفر برادرس تاجران کتب، ۱۳۳۶ء، ص۲۶۵

(۹) قاسم راجوروی، سید، مولانا، ذکر مخدوم، راولپنڈی: فضل ربی پریس، ۱۹۹۰ء، ص۹

سید اسحاق بلخ تری سالاں ہے سلطان جواناں (محمد شاہ مشہدی، سید، جامع السادات منظوم ہندی (قلمی)، ۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء، مخزونہ امیر جان لائبریری نڑالی، ص۲۰۰)

ISSN 2347-7938

قدیم کتب انساب میں حضرت اسحاق الموفق کی نسبت سے ان کی تعریف و توصیف میں لفظ امیر استعمال کیا گیا ہے۔(کاظمی، سید غلام حسن، تذکرہ اولاد امام موسیٰ کاظم، مظفر آباد: اسلامک ریسرچ اکیڈمی ٹھنگر شریف، فروری ۲۰۰۶ء، ص ۶۱) جبکہ علامہ عباس قمی لکھتے ہیں:

و اسحٰق بن موسیٰ کاظم ملقب باامین است و در سنہ ۲۴۰ دویست چہل ہجری در مدینہ وفات کرد۔ و رقیہ دختر او عمرش طولانی گشت تا در سنہ ۳۱۶ھ وفات کرد و در بغداد بخاک رفت۔ (شیخ عباس قمی، منتھی الآمال، ج ۲ ص ۱۶۰، بحوالہ تذکرہ اولاد امام موسیٰ کاظم، ص ۶۱۔۶۲)

(۱۰) ناصر گنج العلم آبادی، سفینۃ الاولیاء، (قلمی) مملوکہ: سید ابوزہراء فدا حسین موسوی، مظفر آباد

(۱۱) قاسم راجوروی، سید، فیضِ مخدوم، (غیر مطبوعہ) کاتب: ابوالبلال، مملوکہ: سید محبوب شاہ کاظمی، اسلام آباد، ص ۴۴

(۱۲) محمد شاہ مشہدی، سید، نسب نامہ شریف (قلمی)] فوٹو کاپی[، نزالی: مخدومہ امیر جان لائبریری، سید شاہ ولد مرید حیدر شاہ ساکن موضع سید، ۱۱ شعبان ۱۲۹۸ھ ۹ جولائی ۱۸۸۱ء، ص ۹۸

منظور الحق صدیقی، شاہ لطیف بری، لاہور: آل بشیر پرنٹرز، اکتوبر ۱۹۷۶ء، ص ۱۳۸

عابد منہاس صدیقی، تذکرہ اولیائے چکوال، چکوال: کشمیر پبلیکیشنز، ۲۰۱۱ء، ص ۲۳۸

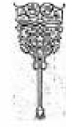
کرمانی، ارتضیٰ علی، امام بری سرکار، لاہور: عظیم اینڈ سنز پبلشرز، ۲۰۰۱ء، ص ۱۹

(۱۳) تاریخ اقوام پونچھ، ص ۲۶۸

(۱۴) بمبہ سلطنت کا بانی سلطان مظفر خان اول جو سلاطین پکھلی کے ملازمین میں شامل تھا، ۱۰۶۲ھ ۱۶۵۲ء میں حکومت پکھلی کی حکومت کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ملک کے بالائی حصہ پہاڑی دریائے نین سکھ کے دونوں کناروں پر متصرف ہو گیا۔ ایک غیر آباد پہاڑی پر قصبہ مظفر آباد آباد کر کے اسے اپنا دارالحکومت قرار دیا۔ سلطان مظفر خان اور بعد ازاں بمبہ خاندان کے دیگر سلاطین ۱۲۷۰ھ ۱۸۵۴ء تک مظفر آباد پر حکومت کرتے رہے۔ بعد ازاں یہ علاقہ مہاراجہ گلاب سنگھ کے قبضے میں آ گیا۔ (لکھنوی، حشمت اللہ خان، تاریخ جموں، لاہور: شرکت پرنٹنگ پریس، ۱۹۹۱ء، ص ۸۰۶۔۸۲۴)

(۱۵) سلطان مظفر خان نے اپنے بھائی راجہ شیر احمد کی دختر حضرت سید شاہ جنید کاظمی کے عقدِ زوجیت میں دی اور مظفر آباد کے تین گاؤں: گھن چھتر، راج کنڈھی اور نیاز پورہ جاگیر کے طور پر دیے۔ آپ نے تادمِ آخریں گھن چھتر میں قیام فرمایا اور بعد از

تصفیہ
جلد ۔ ۳ / شمارہ ۔ ۱
جنوری تا جون ۲۰۱۲

وصال یہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے فرزند سید عبدالباقر شاہ راج کنڈھی اور پوتے سید جلال شاہ گھن چھتر میں مدفون ہیں۔(تاریخ اقوام پونچھ، ص۶۶۵؛ فیضِ مخدوم، ص۱۸)

(۱۶) بالاکوٹ کے اس وقت کے حکمران مقدم کالو گوجر نے حضرت سید حبیب شاہ کاظمی کو بالاکوٹ کے تین گاؤں: پھنگیاں، جوبچ اور کارابدیہ میں دیے۔ حضرت موصوف نے بقیہ زندگی موضع پھنگیاں بالاکوٹ میں گذاری اور وصال کے بعد یہیں آپ کا مزار بنایا گیا۔(فیضِ مخدوم، ص۲۳،۲۴)

تخمیناً یہ دور اٹھارویں صدی عیسوی کا نصف ثانی بنتا ہے۔ تاریخ ہزارہ کے مطابق اس عرصے میں درانیوں نے اقوام ہزارہ کے خوانین کے ذریعے سے حکومت کی۔ اور مستحکم نظام بنانے کی خواہش نہ کی۔ ان خوانین کو بڑی بڑی جاگیریں دے کر اور وقتاً فوقتاً اپنی فوج کے لئے سپاہی بھرتی کرنے اور کشمیر کا راستہ پر امن رکھنے میں ہی مصلحت سمجھی گئی۔۔۔اس وقت طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔(پنی، ڈاکٹر شیر بہادر خان، تاریخ ہزارہ، لاہور: ثنائی برقی پریس، ۱۹۶۹ء، ص۲۶) قیاس ہے کہ مقدم کالو گوجر بھی ہزارہ کے ان نیم خود مختار سرداروں میں سے ایک تھا۔

(۱۷) سید محمد علی شاہ کاظمی نے اپنے برادر زادہ سید نادر شاہ کاظمی اور خاندان کے چند دیگر نوجوانوں کے ساتھ جہاد کی غرض سے سید احمد بریلوی شہید (٦ صفر ۱۲۰۱ھ۔ ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ، ۲۹ نومبر ۱۷۸۶ء۔ ٦ مئی ۱۸۳۱ء) سے پکھلی کے مقام پر ملاقات کی اور تحریکِ مجاہدین میں شمولیت اختیار کی اور معاندین کے خلاف مضبوط دفاع کا فریضہ سر انجام دیا۔(فیض مخدوم: ص ۲۵)

(۱۸) ذکر مخدوم، ص ۱۱

ذکر مخدوم کی روایت کے مطابق سید مرید علی شاہ کاظمی خانقاہ قادریہ ٹلنگ شریف بالاکوٹ سے ارادت رکھتے تھے۔

(۱۹) کے ڈی مینی، متاعِ فقر و دانش، دہلی: کاف آفسیٹ پرنٹرز، ۲۰۱۲ء، ص ۴۲۵

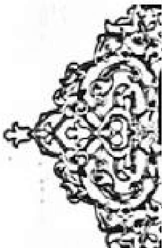
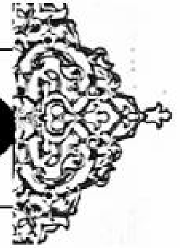
(۲۰) حیدر شاہ غالب، سید، رہبر طریقت، میرپور: علی پرنٹرز، ۲۰۱۰ء، ص ۲۳

صابری، مقصود احمد، تذکرہ اولیائے پوٹھوہار، راولپنڈی: مکتبہ صابریہ، مارچ ۲۰۰۵ء، ج ۲، ص ۷ ۴۲

(۲۱) مغموم، آغا حسین، سید، امام الانبیاء، راولپنڈی: فیض الاسلام پرنٹنگ پریس، ۱۹۹۵ء، ص ۲۴۳

شہباز، انجم سلطان، اولیائے پنجاب، لاہور: ورگو پبلشرز، ستمبر ۲۰۱۱ء، ص ۱۶۵

تصفیہ




(۲۲) سید محمد قاسم شاہ راجوروی نے ۲۴ شعبان ۱۳۷۶ھ ۲۶ مارچ ۱۹۵۷ء کو حاجی بابا سید نوران شاہ کا ایک انٹرویو لیا جس میں آپ نے فرمایا کہ مجھے اتنا یاد ہے کہ ۱۹۳۴ بکرمی میں میری عمر آٹھ برس تھی۔(ذکر مخدوم، ص۸۸) بکرمی اور عیسوی تقویم میں ۵۷ سالوں کا فرق ہوتا ہے۔اس حساب سے ۱۹۳۴ بکرمی میں ۱۸۷۷ عیسوی اور اس سے آٹھ سال پہلے ۱۸۶۹ء بنتا ہے۔

(۲۳) ذکر مخدوم، ص۳۶

(۲۴) شہباز، انجم سلطان، تذکرہ اولیاء کرام جہلم، دینہ: چوہدری بک پبلشرز، ۲۰۰۱ء، ص۲۳

تذکرہ اولیائے پوٹھوہار، ص۴۲۷

(۲۵) قمر راجوروی، مہر الدین، کاروائی اجلاس عرس شریف، راولپنڈی، نور آرٹ پریس، ۱۹۶۶ء، ص۲۹

(۲۶) انٹرویو، سید شوکت علی شاہ بن سید عبداللہ شاہ بن سید نوران شاہؒ (سجادہ نشین)، ۲۸ اپریل ۲۰۱۶ء، نور پور سیداں سوہاوہ ضلع جہلم

(۲۷) ذکر مخدوم، ص۴۱

(۲۸) سید مخدوم شاہ نقشبندی، حضرت خواجہ عبید اللہ لاروی سے مجاز تھے اور سید سلیمان شاہ نقشبندی کو سید حبیب اللہ شاہ بخاری سے خرقۂ خلافت حاصل تھا۔(ذکر مخدوم، ص۲۸،۱۵۸)

(۲۹) ذکر مخدوم، ص۱۷۳ (۳۰) ایضاً، ص۹۱

(۳۱) تذکرہ اولیائے کرام جہلم، ص۲۳

تذکرہ اولیائے پوٹھوہار، ص۴۲۷

(۳۲) رہبر طریقت، ص۲۵

(۳۳) انٹرویو، سید شوکت علی شاہ

(۳۴) متاع فقر و دانش، ص۴۲۲

(۳۵) رہبر طریقت، ص۳۵ (۳۶) ایضاً، ص۳۶-۳۷

(۳۷) قمر راجوروی، مہر الدین، وفات نامہ حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ، راولپنڈی: اکتوبر ۱۹۶۶ء رجب ۱۹۸۶ء، ص۹

لاروی، نظام الدین، رموز نہانی، سرینگر: آفسٹ گورنمنٹ پریس، ۱۹۸۵ء، ص۲۵

(۳۸) حضرت لاروی کی تصنیف ملفوظات نظامیہ ۱۹۱۷ء/۱۳۳۶ھ میں کپور آرٹ پرنٹنگ پریس لاہور سے شائع ہوئی۔ اسرار کبیری ۱۹۲۵ء/۱۳۴۴ھ میں بلدیو پرکاش پریس پونچھ سے شائع ہوئی۔ اسرار کبیری کی دوسری اشاعت سید محمد قاسم راجوروی کی نگرانی میں اومنی پرنٹرز لاہور سے جنوری ۱۹۹۴ء میں ہوئی۔ حضرت لاروی کی تیسری تصنیف مجموعہ سی حرفی کی پہلی اشاعت پونچھ سے ۱۳۴۲ھ میں ہوئی، دوسری بار راولپنڈی سے ۱۹۷۱ء میں طبع ہوئی۔ تیسری اشاعت بابا نگری وانگت جموں و کشمیر سے عمل میں لائی گئی جبکہ چوتھی اشاعت ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء نور پور شاہاں اسلام آباد سے ہوئی۔ (لاروی، عبید اللہ، خواجہ، اسرار کبیری، مقدمہ از قاسم راجوروی، لاہور: اومنی پرنٹرز رحمٰن مارکیٹ، ۱۹۹۴ء، ج ا ص ۳)

(۳۹) ذکر مخدوم، ص ۹۹۔۱۰۰؛ متاع فقر و دانش، ص ۴۲۶۔۴۲۷

(۴۰) رہبر طریقت، ص ۴۴

(۴۱) متاع فقر و دانش، ص ۴۲۸

(۴۲) قاسم راجوروی، مولانا، سید، مظہر جلال و جمال، راولپنڈی، فضل ربی پریس، ۱۳۸۹ھ، ص ۲۰

(۴۳) حیدر شاہ غالب، دریائے معرفت کا گوہر تابندہ (مضمون) مشمولہ: کوہستان، روزنامہ، راولپنڈی، ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۷ء، ص ۶

(۴۴) تذکرہ اولیائے کرام جہلم، ص ۲۳

تذکرہ اولیائے پوٹھوہار، ص ۴۲۷

(۴۵) تاریخ اقوام پونچھ، ص ۵۸۱

(۴۶) ذکر مخدوم، ص ۴۲

(۴۷) متاع فقر و دانش، ص ۴۲۲

(۴۸) ذکر مخدوم، ص ۱۴۵

(۴۹) چوہان، رانا حسن علی، تاریخ گرجر، کراچی: انٹرنیشنل پریس، ۱۹۶۰ء، ج ۴، ص ۱۴

مشتاق حسین راجوروی، روشن ستارے، مشمولہ: گوجر گونج، ماہنامہ، لاہور، جنوری ۱۹۹۷ء، ص ۱۰۔۱۵

شمسی، امیر محمد، ڈوگرہ عہد کا راجوری، ص ۲۵۴۔۲۶۳

شمسی، امیر محمد، مولانا مہر الدین قمر راجوروی (مقابل اداریہ) مشمولہ: کشمیر عظمیٰ، روزنامہ، سرینگر، ۹ جنوری ۲۰۱۶ء، ص ۷

رفیق انجم، ڈاکٹر، گوجری ادب کی سنہری تاریخ، دہلی: جے کے آفسیٹ پرنٹرز، ۲۰۰۱ء، ص ۱۹۷۔۱۹۹

تصفیہ
۱۰۔۲۰۱۶ / ۴۔۳۔ھ
جنوری تا جون ۲۰۱۶

(۵۰) طاسین شاہ، سید، حاجی، رہبر کامل، کھاریاں: مطبع ندارد، ۱۹۹۰ء، ص ۹

شہباز، انجم سلطان، تذکرہ اولیائے جہلم، جہلم: بک کارنر شوروم، جولائی ۲۰۰۸ء، ص ۲۵۹

اس سفر کے دوران حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ کے ہمراہ آپ کے فرزند: سید عبد اللہ شاہ آزاد اور خلفاء: میاں محمد حسین، حاجی سید محمد شاہ کاظمی اور سید وہاب الدین شاہ کاظمی موجود تھے۔ دوران سفر امر تسر کے دھوبی محلہ کی مسجد میں آپ نے اپنے ایک خلیفہ الحاج سید محمد شاہ کاظمی کو خلافت عطا کی۔ (یعقوب شاہ حیدری، سید، انوار محمدی، جہلم، مطبع ندارد، ۱۹۹۷ء، ص ۵۷) خلافت نامے پر ۲۲ محرم الحرام، ۱۲ پھاگن ۱۹۹۷ بکرمی درج ہے جو ۱۳۵۹ھ اور ۶ مارچ ۱۹۴۰ء بنتی ہے۔

(۵۱) ذکر مخدوم، ص ۹۲

(۵۲) رہبر طریقت، ص ۶۸

(۵۳) مغموم، سید آغا حسین، چراغوں میں روشنی نہ رہی (قلمی) مملوکہ: سید ارسلان احمد، جہلم، ص ۳۵

(۵۴) ذکر مخدوم، ص ۱۶۰

(۵۵) حافظ شیرازی، دیوان حافظ، مترجم: قاضی سجاد حسین، لاہور: مشتاق بک کارنر، س ن، ص ۳۵

(۵۶) رہبر طریقت، ص ۷۷

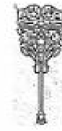
(۵۷) سید علی اکبر کاظمی اپنے مقالے میں نور پور سیداں کی تاریخ سے متعلق لکھتے ہیں:

Syed Nooran Shah, known as Haji Baba, was the 1st person who came here and founded this village in 1960. Before the arrival of Haji Baba, the village was known as sapaan di tok or sapaan da pind literally meaning a village of snakes. There were snakes everywhere in the village. People of adjacent villages told the researcher that before the arrival of Haji Baba no one dared to visit to that area after the evening time. People were so much afraid of theses snakes. With the arrival of Haji Baba and his karamat (charisma), snakes got extinct from the village. Syed baradri came in the village and village was given the name of Noor Pur Syedan.)Ali Akbar, Syed, Socio-Cultural Changes In Potohar Region, A Case Study Of Village Noor Pur Syedan. MSC Thesis, Department of Anthropology Quid-I-Azam University Islamabad, 2013, P.28)

(۵۸) کتبۂ مزار حاجی بابا سید نوران شاہ، نور پور سیداں سوہاوہ، ضلع جہلم

(۵۹) سید حبیب اللہ شاہ ضیاء شورش جبالی کی کتاب گردش کشمیر اشاعت دوم کے آخری مراحل میں ہے۔

(۶۰) رہبر طریقت، ص ۷۲-۷۴، چراغوں میں روشنی نہ رہی، ص ۳-۱۷

(۶۱) الحاج سید محمد شاہ کاظمی حضرت حاجی بابا سید نوران شاہ کے خلیفہ اعظم ہیں، حاجی بابا کے خلفاء میں سے ان سے سب سے زیادہ سلسلے کی اشاعت ہوئی۔ آپ کا مزار کالو چک شریف ضلع گجرات میں مرجع خلائق ہے۔

(۶۲) ذکر مخدوم، ص ۹۳　(۶۳) ایضاً، ص ۱۰۹　(۶۴) ایضاً، ص ۱۱۰۔۱۱۱

(۶۵) رہبر طریقت، ص ۷۴

(۶۶) ذکر مخدوم، ص ۱۱۳　(۶۷) ایضاً، ص ۱۶۰

(۶۸) رہبر طریقت، ص ۶۹　(۶۹) ایضاً، ص ۶۸

(۷۰) وفات نامہ حضرت حاجی بابا سید توران شاہ، ص ۶

(۷۱) انٹرویو، سید شوکت علی شاہ

(۷۲) خوش دیومنی لکھتے ہیں:

بابا جی صاحب لاروی کی تحریک سے علاقہ پونچھ راجوری میں باضابطہ طور پر اسلامی تصوف والی صوفیانہ شاعری کی بنیاد پڑی پھر یہاں صوفی شعرا کی ایک لمبی فہرست تیار ہوگئی جب بھی بابا جی صاحب پونچھ تشریف لاتے اور گائوں کا دورہ کرتے تو رات کے وقت مجلس منعقد ہوتیں جن میں مقامی صوفی شعرا اپنا کلام پڑھتے اس طرح بابا صاحب کے دربار میں صوفی شعراء کا ایک حلقہ تیار ہو گیا جن میں میاں نظام الدین، مولوی حبیب اللہ شاہ بخاری پمروٹ والے، [حاجی بابا نوران شاہ کے خسر اور بابا جی صاحب لاروی کے خلیفہ تھے۔ یوسف زلیخا کی طرز پر مثنوی سراج القصص سمیت کئی کتب کے بھی مصنف تھے۔ (بخاری، سید حبیب اللہ شاہ، سراج القصص، دہلی: جے کے آفسیٹ پریس، جنوری ۲۰۰۶ء، ص ۲۵؛ بخاری، سید محمد مقبول شاہ، مخزن اسرار آفتاب غوثیہ، گوجرانوالہ: مکتبہ چشتیہ قادریہ ماڈل ٹائون، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء، ص)]، حاجی نوران شاہ صاحب لاہ راجوری، قاضی عزیز الدین صاحب پونچھ، مولوی عین الدین صاحب، سائیں قادر بخش، خدا بخش زار، میاں محمود صاحب، میاں فتح محمد درہالوی، سردار فیروز خان تھکیالہ، سید برکت حسین شاہ، سید باغ حسین شاہ، محمد زمان اور عبدل پونچھی شامل ہیں۔ (متاع فقر و دانش، ص ۷۷)

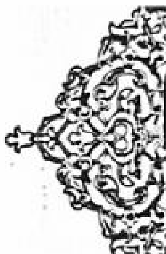
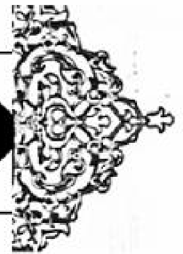
(۷۳) نوران شاہ، سید، حاجی، مشمولہ: نیر سمندر، مرتبہ: میاں بشیر احمد مجددی، دہلی: جے کے آفسیٹ پریس، ۱۹۹۷ء، ج ا ص ۱۴۵

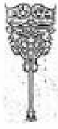
(۷۴) ذکر مخدوم، ص ۸۹

(۷۵) متاع فقر و دانش، ص ۳۵۸

(۷۶) ذکر مخدوم، ص ۱۱۰

تصفیہ
جلد-۳/شمارہ-۱
جون ۲۰۱۶




(۷۷)رہبر طریقت، ص۵۲۔۵۳

(۷۸) رہبر طریقت، ص۴۳

(۷۹)ذکر مخدوم، ص۹۱

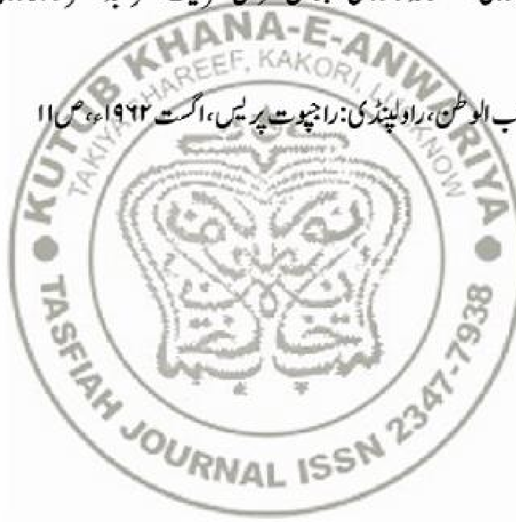
(۸۰)رہبر طریقت۳۷۔۴۰

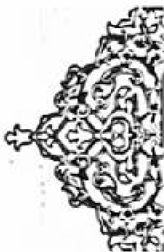
(۸۱)متاعِ فقر ودانش، ص۴۲۸

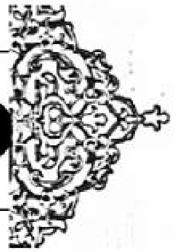
(۸۲)امام الانبیاء، ص۲۵۹

(۸۳) رعنا نظامی، مطیع اللہ راجوروی، مشمولہ کاروائی اجلاس عرس شریف، مرتبہ: قمر راجوروی، راولپنڈی: نور آرٹ پریس، ۱۹۶۷ء، ص۱۶

(۸۴) قمر راجوروی، مہرالدین، حب الوطن، راولپنڈی: راجپوت پریس، اگست ۱۹۶۲ء، ص۱۱ (۸۵) ایضاً




An International Multi lingual Peer Reviewed Refereed Research Journal on Islamic Studies & Sufism

ISSN 2347-7938


ISSN 2347-7938



TASFIAH

Bi-Annual

An International Multi-lingual

Peer-reviewed Refereed Research Journal on

Islamic studies and Sufism

Vol. 03 No. 01 (2016)

Jan-June

EDITOR-IN-CHIEF

ZUNNOORAIN HAIDER ALAVI







Published by: Kutub Khana-e- Anwariya

(Under Waqf of) Khanqah-e- Kazimiya Qalanderiya

Taqia Shareef Kakori Lucknow.

